جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

جادو
عقیدہ وعمل کا
امتحان

مصنف:

مولانا ریاض احمد خان

ناشر :

ادارہ دعوۃ القرآن

۵۹ر محمد علی روڈ ممبئی ۴۰۰۰۰۳

فون نمبر: ۲۳۴۶۵۰۰۵

قیمت ۲۰ر روپے

Price 20/-

پہلا ایڈیشن

تعداد: ۱۰۰۰

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

عرض ناشر

جادو کیا ہے؟

کیا جادو کے زور سے اشیاء کی تبدیلی ممکن ہے؟

کیا جادو کے زور سے گھوڑے کو بکرا یا بکرے کو گھوڑا بنایا جاسکتا ہے؟

جادو کے عمل سے ایک انسان بغیر کسی ذریعہ کے ہوا میں اُڑ سکتا ہے؟

یا جادو کے زور سے صرف حواس کو متاثر کیا جاسکتا ہے؟

کیا نبی ﷺ پر جادو کیا گیا تھا؟ اس کی کیا حقیقت ہے؟ آپؐ اس سے کس حد تک متاثر ہوئے تھے؟

جادو کے تعلق سے ایک اہل ایمان کا کیا عقیدہ ہونا چاہئے؟ قرآن پاک اور نبی ﷺ کی صحیح احادیث سے اس سلسلے میں ہمیں کیا رہنمائی ملتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں ان سارے سوالات کا کتاب وسنت کے نصوص کی بنیاد پر جواب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کے مؤلف مولانا ریاض احمد خان صاحب چیئرمین **ادارہ دعوۃ القرآن** اہل علم کے حلقہ میں تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ آپ کی کئی کتابیں شائع ہوکر منظر عام پر آچکی ہے۔ مثلاً ''اسوۂ رسول اور تزکیۂ نفس'' ''اولاد کی تربیت'' ''اتحاد ملت ضرورت اہمیت اور طریقہ'' ''محمد ﷺ مشن اور کردار'' ''بدعت، مبالغہ اور تشدد کا مقام'' ''فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر.....'' ''مطالعۂ قرآن کی ضرورت واہمیت'' ''فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) ایک جائزہ'' ''بدعت کے حق میں مولانا نعمانیؒ کے دلائل کا جائزہ'' وغیرہ۔

ادارہ دعوۃ القرآن کا ایک مقصد دین کے بہت سے معاملات میں اہل ایمان کو غلو اور افراط وتفریط سے نکالنا اور قرآن وسنت کے نصوص کی بنیاد پر ان کی صحیح رہنمائی کرنا ہے۔ یہ کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

محمد صدیق قریشی

سکریٹری

ادارہ دعوۃ القرآن

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جادو اور جنات سے متعلق افراط وتفریط:

اسلامی تاریخ میں اگر ایک طرف افراط کی انتہا یہ ہے کہ عقل انسانی کو امور غیب کے بارے میں معتزلہ نے حکم اور فیصلہ کا معیار بنایا۔ جادو، جنات اور شیاطین کے وجود اور ان کے اثرات سے متعلق، قرآن کے ان نصوص کو توڑ مروڑ کر اپنے عقل ودماغ کے دائرے تک محدود کرنے کا رویہ اختیار کیا۔ جن کو ان کی عقل نے ناممکن اور بعید از عقل قرار دیا تھا۔ جس کی وجہ سے نہ صرف ان نصوص کی اصل اور واقعی حیثیت دین میں مجروح ہوئی بلکہ ان کا انکار لازم آیا۔

تو دوسری طرف مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے معتزلہ کے اس غلط اور غیر معقول موقف کے ردعمل میں توسط واعتدال کے بجائے تفریط کا دوسرا انتہا پسندانہ رویہ اختیار کیا، اور جادو، جنات اور شیاطین کے وجود اور ان کے اثرات سے متعلق غیبی امور کی حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے صرف قرآن واحادیث صحیحہ کے نصوص پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ ہر طرح کی ضعیف اور کمزور روایتوں، بے سروپا قصوں کو بے بنیاد قیاس اور تاویلات کے سہارے، جادو، جنات اور شیاطین کے اثرات کے تعلق سے ایسی خیالی اور فرضی باتیں ثابت کیں۔ جو نقل صحیح وعقل سلیم کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتیں۔ جس کی وجہ سے جادو، جنات اور شیطان کے غیبی اثرات سے متعلق، امت کا عقیدہ وعمل توسط واعتدال کی صراط مستقیم پر قائم رہنے کے بجائے، افراط وتفریط کی گمراہیوں کی نذر ہوگیا۔

اعتدال اسلام کی امتیازی خوبی:

معاملہ دین کا ہو یا دنیا کا، عقیدہ کا ہو یا عبادت کا، محبت کا ہو یا نفرت کا، تعریف کا ہو یا مذمت کا، غرض زندگی کے جملہ معاملات اور حالات میں اعتدال وتوازن اللہ کا حکم اور دین کی امتیازی خوبی ہے اس کے برعکس، زندگی میں غلو اور تشدد، افراط وتفریط گمراہی اور اسلام سے انحراف ہے اور شیطان کا سب سے کامیاب ہتھیار ہے جس کے ذریعہ وہ روز ازل سے انسانوں کو گمراہ کرتا رہا ہے۔

غلو ہلاکت کا سبب:

قرآن واحادیث میں قوموں کی گمراہی اور دین سے انحراف کا اصلی سبب ،عقیدہ واعمال میں غلو وتشدد اور افراط وتفریط کو قرار دیا گیا ہے۔ یہود ونصاریٰ کے غلو کی مثال پیش کر کے اہل ایمان کو اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے:

"ایاکم والغلو فی الدین فانما ھلک من قبلکم بالغلو فی الدین"
(احمد،نسائی،ابن ماجہ)

"دین میں غلو اور تشدد سے بچو کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں دین میں غلو کی وجہ سے ہلاک ہوئیں۔"

"ھلک المتنطعون وقالھا ثلاثاً" (مسلم)

"مبالغہ اور تشدد کرنے والے ہلاک ہوگئے اور یہ بات آپ ﷺ نے تین بار دہرائی" (اس حدیث کے مصداق حد اعتدال سے تجاوز کرنے والے ہیں)

غلو کی تعریف:

غلو کے معنی زیادتی اور حد سے تجاوز کرنے کے ہیں جب یہ لفظ دین کی نسبت سے آئے تو اس کا مفہوم یہ ہوتا ہے کہ دین میں جس چیز کا جو مرتبہ اور مقام ہے یا جو وزن اور حیثیت ہے اس کو بڑھا کر کچھ سے کچھ کر دیا جائے۔ جو چیز پاؤ بھر ہے وہ من بھر کردی جائے۔ جو حکم نفل اور مستحب کا درجہ رکھتا ہے اس کو فرض اور واجب کا درجہ دے دیا جائے۔ جو شخص ایک فقیہ یا مجتہد ہے اس کو امام معصوم بنا دیا جائے۔ جس کو اللہ نے نبی اور رسول بنایا ہے اس کو شریک خدا بنا لیا جائے۔ جس کی صرف تعظیم مطلوب ہے اس کی عبادت شروع کردی جائے۔ جس طرح دین میں زیادتی اور افراط بہت بڑا فتنہ ہے اسی طرح کمی وتفریط بھی بہت بڑا جرم ہے۔ اس سے دین کا وہ مزاج جو سراپا اعتدال پر مبنی ہے بالکل درہم برہم ہوجاتا ہے، اور اللہ کا قائم کیا ہوا الٰہی توازن واعتدال جو اس کی ہر چیز کو حسن وجمال کا ایک حسین پیکر بناتا ہے، بالکل مسخ ہوکر برباد ہوجاتا ہے۔

ماضی میں غلو کے نقصانات کی مثالیں:

مثلاً: جب ماضی میں معتزلہ نے غلو کا رویہ اختیار کر کے ہر اس حدیث کے انکار میں عجلت سے کام لیا جو ان

کے عقل وفہم کے مطابق، دین کے مسلمات سے ٹکراتی تھی۔ تو دوسری طرف اہل سنت کے اکثر مفسرین نے دوسرا انتہا پسندانہ رویہ یہ اختیار کیا کہ قرآن کی تفسیر میں صحیح احادیث کے ساتھ جھوٹی اور جعلی حدیثوں اور قصوں کے بیان کرنے میں، احتیاط کے بجائے کسی قسم کی کوئی قباحت محسوس نہیں کی۔ جس کی وجہ سے عوام میں قرآن واحادیث صحیحہ سے متصادم، عقائد واعمال کو سند اور قبول عام حاصل ہوگیا۔

اسی طرح اگر ہمارے دور اول کے بزرگوں کے درمیان، ایمان وعمل کے باہمی تعلق کے بارے میں اختلاف ہوا، اور ایک گروہ نے یہ انتہا پسندانہ موقف اختیار کیا کہ عمل ایمان کا لازمہ ہے۔ اس کے بغیر ایمان کا وجود ممکن نہیں ہے۔ تو عام مسلمانوں کے درمیان، ایک دوسرے انتہا پسندانہ رویہ یا رائے کو مقبولیت حاصل ہوئی کہ عمل ایمان کا لازمی جز ہے ہی نہیں۔ محض اس کا رنگ وروغن ہے اور ایمان کے ثبوت کے لئے عمل ضروری نہیں ہے۔ اس طرح علماء کے درمیان اس اختلافی بحث کے نتیجے میں، امت کے سواد اعظم کو بے عملی کا بہانہ مل گیا، اور عام مسلمان گناہوں پر دلیر ہوکر، اخلاق وکردار کی پستی کے غار میں گر گیا۔

اسی طرح اگر قدیم زمانے میں، بزرگوں کے درمیان اس مسئلہ پر اختلاف ہوا کہ انسان اس دنیا میں اپنے ارادہ ومرضی کے مطابق عمل کرنے میں آزاد ہے یا مجبور، خود مختار ہے یا پابند محض، تو عام مسلمانوں کے نزدیک یہ انتہا پسندانہ رائے راجح قرار پائی کہ انسان کسی ارادہ واختیار کا مالک نہیں ہے۔ وہ بالکل مجبور محض ہے۔ بے بس اور محکوم ہے۔ اس طرح اس ناپسندیدہ اور غیر ضروری بحث کے نتیجے میں اسلامی معاشرہ، عزم وحوصلہ سے محروم ہوکر پست ہمتی اور مایوسی کے مہیب غار میں پہنچ گیا۔ دنیوی معاملات سے فرار کی راہ اختیار کرنے کو افضل سمجھا جانے لگا اور اس کے نتیجے میں دنیا پر شیطانی قوتوں کا قبضہ ہوگیا۔

اسی طرح اگر قدماء کے درمیان یہ ناپسندیدہ اور لاحاصل اختلافی بحث چھڑی کہ عام مسلمانوں کو اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے زندہ یا مُردہ صالحین کا واسطہ یا وسیلہ ضروری ہے؟ یا واسطے کے بغیر بھی وہ حاضر ہوسکتا ہے؟ تو عام مسلمانوں میں اس بات کو قبول عام حاصل ہوا کہ اللہ کی بارگاہ میں رسائی کے لئے زندہ یا مُردہ صالحین کا واسطہ اور دستگیری ضروری ہے اس کے بغیر گنہگار آدمی کا اس کے دربار میں حاضر ہونا خطرہ سے خالی نہیں ہے اس بات کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی معاشرے میں شرک کا زہر سرایت کر گیا اور امت کے سواد اعظم کا رشتہ اللہ سے کمزور ہوگیا۔

امور غیب سے متعلق اعتدال کا رویہ:

جبکہ غیبی امور سے متعلق صحیح رویہ اور موقف جو ایمان بالغیب کا لازمی تقاضا ہے وہ یہ ہے کہ قرآن واحادیث

صحیح سے ثابت غیب کی باتوں پر بلا تامل من وعن ایمان لایا جائے۔ البتہ اس کے ساتھ یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھی جائے کہ ان غیبی اشیاء کی حقیقت، ماہیت اور کیفیت کے بارے میں ضعیف روایتوں اور قصوں کے حوالے سے یا قیاس وعمل کے ذریعہ کسی بھی قسم کا اضافہ یا کوئی بات ثابت نہ کی جائے کیونکہ ضعیف روایات اور قصوں سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی اور ہماری عقل امورِ غیب کا احاطہ کرنے سے عاجز اور قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل انسانی کو غیبی امور کے فہم وادراک کا اہل ہی نہیں بنایا ہے۔ اس لئے امورِ غیب میں قیاس وعقل کے گھوڑے دوڑانا گمراہی کو دعوت دینا ہے۔ امورِ غیب میں ہر طرف سے آنکھ بند کر کے نصوص قرآن وسنت کو مضبوطی سے پکڑنا ہی عقیدہ وعمل کی سلامتی کا ضامن ہے۔

غلو شیطان کا ہتھیار:

ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ "شاید غلو، انتہا پسندی کے ذریعہ، صراط مستقیم کی حد اعتدال سے آگے بڑھا دیتا ہے ---۔ اکثر لوگ اس فتنہ کا شکار ہوئے، اس سے نجات کی صورت صرف اور صرف گہرا علم، مضبوط ایمان، شیطان کی مخالفت اور اعتدال کی راہ اپنانے میں ہے۔" (الوابل الصیب:۹۱)

جادوگر کے اختیار کی آخری حد، قرآن کی روشنی میں:

جس طرح شیطان کا وجود اور وسوسہ اندازی، قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے بالکل اسی طرح جادوگر کا جادو اور اس کے اثرات کا ثبوت بھی قرآن وسنت کے قطعی نصوص سے ثابت ہے جن کے انکار سے نصوص قرآن وسنت کا انکار لازم آتا ہے۔

جادوگر کے جادو کے اثرات کے ثبوت سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ جادوگر اپنے جادو کے زور سے ہوا میں اڑ سکتا ہے، اپنی مرضی سے جس کو چاہے قتل کر سکتا ہے۔ گدھے کو انسان اور انسان کو گدھا بنا سکتا ہے گیہوں کے ایک دانے کو زمین میں ڈال کر حکم دے کہ اُگ جا تو وہ فوراً اُگ جائے۔ حکم دے کہ سوکھ جا تو فوراً سوکھ جائے۔ حکم دے کہ دانہ دانہ الگ ہو جا تو وہ بھی ہو جائے۔ حکم دے کہ آٹا بن جا تو آٹا بن جائے۔ حکم دے کہ روٹی پک جا تو روٹی بھی فوراً تیار ہو جائے۔ (ابن کثیر)

کیونکہ جس طرح قرآن سے جادو اور اس کے اثرات ثابت ہیں اسی طرح قرآن سے یہ بھی ثابت ہے کہ جادو کے زور سے چیزوں کی اصلیت اور حقیقت نہیں بدلتی صرف دیکھنے والوں کو ایسا نظر آتا ہے کہ چیزوں کی

حقیقت بدل گئی ہے جبکہ چیز اپنی اصلی حالت پر باقی رہتی ہے۔ قرآن نے جادو کی اس حقیقت کو سورۃ الاعراف آیت ۱۱۶ میں ان الفاظ میں واضح کیا ہے:

"فَلَمَّآ اَلْقَوْا سَحَرُوْٓا اَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوْهُمْ وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِيْمٍ"

"پس جب انہوں نے اپنے انچھر پھینکے تو نگاہوں کو مسحور اور دلوں کو خوف زدہ کر دیا۔ (یعنی نگاہوں کو دھوکہ میں مبتلا کر کے دلوں کو خوف زدہ کر دیا) اور بڑا ہی زبردست جادو بنا لائے۔"

دوسری جگہ جادو کے اثر کو قرآن ان الفاظ و پیرائے میں بیان کرتا ہے:

"فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى"

"پس جب ان کی رسیاں اور ان کی لاٹھیاں جادو کے زور سے موسیٰ کو دوڑتی ہوئی محسوس ہونے لگیں اور موسیٰ اپنے دل میں ڈر گیا۔" (طٰہٰ:۶۶-۶۷)

تیسری جگہ قرآن نے جادو کے اثر کی انتہائی اور آخری حد کو واضح کرنے کے بعد اس کے مضمرات اور نقصان کو اللہ کے اذن کا تابع اور پابند بتایا ہے یعنی اللہ کی مرضی کے بغیر جادوگر اپنے جادو کے زور سے کسی کو کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ اللہ کی مخلوق جادوگر کے جادو کے تابع نہیں ہے۔

"وَمَآ يُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَآ اِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ . فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ. وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ"۔ (البقرہ:۱۰۲)

"حالانکہ وہ (فرشتے) جب بھی کسی کو اس کی تعلیم دیتے تو پہلے خبردار کر دیتے تھے کہ دیکھو ہم محض ایک آزمائش ہیں تو تم کفر نہ کرو، پھر بھی یہ لوگ ان سے وہ چیز سیکھتے تھے جس سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ ظاہر تھا کہ اذن الٰہی کے بغیر وہ اس کے ذریعہ کسی کو بھی ضرر نہ پہنچا سکتے تھے۔"

جادو اور جادوگر کے بارے میں سلف کا موقف:

یہ ہیں جادو اور اس کے اثرات کے بارے میں قرآن کے نصوص، انہیں کی بنیاد پر سلف کی اکثریت جادو کے

وجود اور اس کے جو اثرات ان نصوص میں بیان ہوئے ہیں ان پر ایمان بھی رکھتی ہے۔لیکن اس کے ساتھ انہی نصوص کی بنیاد پر جادوگر کو کافر بھی مانتی ہے۔کیونکہ سوائے کافر کے کوئی اور جادو سیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

''امام احمدؒ'' اور سلف کی ایک جماعت جادوگر کو کافر کہتی ہے بعض کافر تو نہیں کہتے مگر واجب القتل مانتے ہیں جس کی روایت امام شافعیؒ اور احمدؒ نے کی ہے۔

حضرت عمرؓ نے اپنے ایک فرمان میں ہر جادوگر کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا۔چنانچہ تین جادوگروں کی گردن ماری گئی۔صحیح بخاری میں ہے کہ ام المومنین حضرت حفصہؓ پر ان کی لونڈی نے جادو کیا تھا جس کی وجہ سے اس کو قتل کیا گیا۔حضرت امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ تین صحابیوں سے جادوگر کے قتل کا فتویٰ ثابت ہے'' (ابن کثیر)

جادو کی تاثیر سے متعلق اہل سنت کا عقیدہ اور اس کے دلائل:

ابن کثیرؒ ، ابو عبداللہ الرازی کے حوالے سے، جادو کے وجود اور اس کے اثرات سے متعلق اہل سنت کا عقیدہ اور اس کے دلائل کو بیان کرتے ہوئے اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں'' معتزلہ جادو کے وجود کے منکر ہیں بلکہ جادو کے قائل کو کافر کہتے ہیں۔لیکن اہل سنت جادو کے وجود کے قائل ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ جادوگر اپنے جادو کے زور سے ہوا میں اُڑ سکتا ہے، اور انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان بنا سکتا ہے۔مگر جادو کے کلمات اور منتر کے وقت ان چیزوں کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔اہل سنت آسمانوں اور تاروں کو تاثیر پیدا کرنے والا نہیں مانتے، فلاسفہ، نجومیوں اور بے دینوں کے برعکس جو آسمان اور تاروں کو مؤثر مانتے ہیں۔''

''جادو کے وجود پر اہل سنت کی ایک دلیل آیت ''وما هم بضارين به ۔۔۔۔الخ'' ہے دوسری دلیل حضور ﷺ پر جادو کا کیا جانا اور آپ ﷺ پر اس کا اثر ہونا ہے اور تیسری دلیل اس عورت کا واقعہ جسے حضرت عائشہؓ نے بیان فرمایا ہے، اور بیسیوں ایسے ہی واقعات ہیں'' (ابن کثیر)

جادو سے متعلق گمراہی کی دو انتہائیں:

غور طلب المیہ یہاں یہ ہے کہ گمراہی کی ایک انتہا پر اگر معتزلہ ہیں جو جادو کے وجود اور اس کی تاثیر سے متعلق جو کچھ قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کے منکر ہیں تو گمراہی کی دوسری انتہا پر اہل سنت کا ایک گروہ ہے جو جادو اور اس کی تاثیر سے متعلق نصوص قرآن وسنت پر اکتفا کرنے کے بجائے، جھوٹے قصے اور واقعات سے استدلال کر کے جادو کی تاثیر کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھتا ہے جو قرآن وسنت کے خلاف اور اس سے متصادم

ہے۔جسے ابن کثیرؒ تفسیر ابن جریر کے حوالے سے اپنی تفسیر میں نقل فرماتے ہیں۔ملاحظہ ہو۔

تفسیر ابن جریر کا ایک عجیب وغریب واقعہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ دومتہ الجندل کی ایک عورت حضور ﷺ کے انتقال کے بعد آپ ﷺ کی تلاش میں آئی اور انتقال کی خبر پا کر بے چین ہو کر رونے لگی۔میں نے اس سے پوچھا آخر کیا بات ہے تو اس نے کہا کہ مجھ میں اور میرے شوہر میں ناچاقی رہتی تھی۔ایک مرتبہ وہ مجھے چھوڑ کر لاپتہ ہو گیا۔میں نے ایک بڑھیا سے یہ سب بیان کیا تو اس نے کہا کہ جو میں کہوں وہ کر، وہ خود بخود تیرے پاس آ جائے گا۔میں تیار ہو گئی۔وہ رات کو دو کُتّے لے کر میرے پاس آئی۔ایک پر وہ خود سوار ہوئی اور دوسرے پر میں بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر میں ہم دونوں بابل پہنچ گئے۔میں نے دیکھا دو شخص لوہے میں جکڑے ہوئے اور لٹکے ہوئے ہیں اس عورت نے مجھ سے کہا، ان کے پاس جا اور ان سے کہہ کہ میں جادو سیکھنے آئی ہوں۔میں نے ان سے کہا تو انہوں نے کہا سن: ہم تو آزمائش میں ہیں، تو جادو نہ سیکھ، اس کا سیکھنا کفر ہے میں نے اصرار کیا تو انہوں نے کہ اچھا جا اور اس تنور میں پیشاب کر کے چلی آ۔میں گئی لیکن مجھ پر دہشت طاری ہوگئی اور پیشاب کئے بغیر واپس آ گئی اور آ کر کہا کہ میں فارغ ہو آئی۔انہوں نے پوچھا کیا دیکھا۔میں نے کہا کچھ نہیں۔انہوں نے کہا تو جھوٹی ہے واپس جا اور کفر نہ کر، ابھی تیرا ایمان ثابت ہے میں نے پھر اصرار کیا۔میں پھر گئی اور اسی طرح واپس آ گئی، اور پھر اسی طرح سوال وجواب ہوئے، اور میں تیسری مرتبہ تنور کے پاس گئی اور دل کڑا کر کے پیشاب کرنے بیٹھ گئی۔میں نے دیکھا ایک گھوڑا سوار منہ پر نقاب ڈالے نکلا اور آسمان پر چڑھ گیا۔میں واپس آئی ان سے کہا تو انہوں نے کہا اب تو سچ کہتی ہے وہ تیرا ایمان تھا جو تجھ سے نکل گیا۔اب چلی جا میں واپس آئی اور بڑھیا سے کہا کہ انہوں نے مجھے کچھ بھی نہیں سکھایا۔اس نے کہا بس تجھے سب کچھ آ گیا۔اب تو جو کہے گی وہ ہو جائے گا۔میں نے آزمائش کے لئے ایک دانہ گیہوں کا لیا اسے زمین میں ڈال کر کہا کہ اُگ جا تو فوراً اُگ گیا۔میں نے کہا بالی پیدا ہو جا چنانچہ ہو گئی، میں نے کہا سوکھ جا تو وہ سوکھ گئی۔میں نے کہا دانہ الگ الگ ہو جا وہ بھی ہو گیا، پھر میں نے کہا آٹا بن جا، تو آٹا بن گیا۔میں نے کہا روٹی پک جا تو روٹی پک گئی۔یہ دیکھ کہ میرا دل نادم ہوا اور مجھے اپنے بے ایمان ہو جانے کا صدمہ ہونے لگا۔اے ام المومنین قسم خدا کی نہ میں نے اس جادو سے کوئی کام لیا اور نہ کسی پر کیا۔اب توبہ کے لئے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی کہ آپ ﷺ سے کہوں لیکن افسوس بدقسمتی سے آپ کو نہ پایا۔اب میں کیا کروں؟ اتنا کہہ کہ اس قدر روئی کہ سب کو ترس آ گیا۔صحابہ کرامؓ بھی متحیر تھے کہ کیا فتویٰ دیں۔بالآخر بعض

صحابہ نے کہا اب تم توبہ واستغفار کرو، اور اس فعل سے توبہ کرلو، اور ماں باپ کی خدمت کرو، یادرہے کہ صحابہ فتویٰ دینے میں نہایت محتاط تھے‘‘ (ابن کثیر)

حضرت عائشہؓ کی طرف منسوب قصہ کی حقیقت:

یہ قصہ اللہ کے رسول ﷺ کے اس ارشاد سے متصادم ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ شراب پینے والا، جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا، جنت میں داخل نہیں ہوگا‘‘ (ابن حبان، البانی فی الحلال والحرام صفحہ: ۱۹۲) حدیث میں جادو پر یقین رکھنے والا سے مراد وہ لوگ ہیں جو جادو کے اپنے زور سے مؤثر ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں جیسا کہ رازی نے بیان کیا ہے۔

حضور ﷺ کا درج بالا ارشاد اور اہل سنت کے ایک گروہ کا یہ عقیدہ دونوں باہم متضاد مفہوم پر دلالت کرتے ہیں دونوں کو ایک ساتھ وقت واحد میں صحیح تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ ایک کو صحیح تسلیم کرنے سے دوسرے کا انکار لازم آئے گا۔ جو شخص اللہ کے رسول ﷺ کے درج بالا ارشاد پر یقین رکھے گا۔ وہ جادوگر کے زور اور اس کی کن فیکون کی قدرت کا منکر ہوگا اور جو جادوگر کی اس قدرت اور تاثر پر یقین رکھے گا وہ اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کا منکر ہوگا۔ کیونکہ حضور ﷺ کے ارشاد پر یقین رکھنے سے یہ لازم آتا ہے کہ تخلیق وتاثیر میں اصل اور فیصلہ کن عامل، اللہ کی مرضی اور مشیت ہے۔ جادو، جن اور شیاطین وغیرہ اللہ کی اذن اور مشیت کے تابع ہیں نہ کہ آزادو خودمختار۔

جبکہ اہل سنت کے ایک گروہ کے اس عقیدے کی رو سے (نعوذ باللہ) یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کا اذن اور اس کی مرضی جادوگر کے زور کے تابع ہے یعنی جادوگر اپنے جادو کے کلمات اور منتر کے زور سے، جاپ اور منتر کے پڑھنے کے وقت (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کو اپنی مرضی کے مطابق، تخلیق وتاثیر کے لئے مجبور کردیتا ہے۔ جس سے تاثیر کے معاملے میں اللہ کی مرضی وقدرت کا انکار اور جادوگر کے زور کا اثبات ہوتا ہے جس سے کفر لازم آتا ہے۔

یہ واقعہ قرآن کے خلاف ہے:

یہ واقعہ قرآن کے خلاف ہے کیونکہ قرآن سے جادو کے مؤثر ہونے کی زیادہ سے زیادہ جو حد ثابت ہے وہ یہ ہے کہ جادو کے ذریعے وقتی طور پر کسی شخص کی آنکھوں اور دماغ پر ایسا اثر ڈالا جاسکتا ہے جس سے وہ ایک غیر واقعی

چیز کو حقیقت سمجھنے لگے۔ اور یہ کہ مرد وعورت کے درمیان جدائی ڈالی جاسکتی ہے۔ جبکہ اس قصے میں جادوگر کے زور کا اثر یہ بتایا گیا ہے کہ وہ جس چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ چیز پیدا ہوجاتی ہے۔ گویا جادوگر کو چیزوں کی تخلیق اور تاثیر میں (معاذ اللہ) خدا کی قدرت میں ہم سری حاصل ہے۔

اس واقعہ کا حضرت عائشہؓ اور صحابہ کرامؓ کی طرف انتساب بھی جعلی اور جھوٹا ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کو ان پاکیزہ ہستیوں کی طرف منسوب کرنا ان کی توہین ہے۔ کیونکہ اس قصے میں حضرت عائشہؓ اور دیگر صحابہؓ کی سیرت کی تصویر، اس تصویر سے مختلف ہے جس کا مشاہدہ ہمیں ان کی پاکیزہ سیرت میں ملتا ہے۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ حضرت عائشہؓ اور تمام صحابہ اس جھوٹے اور حیرت انگیز واقعہ کو سن کر، حیرت اور تعجب کا اظہار تو ضرور کرتے ہیں لیکن اس پر کسی قسم کی کوئی ناگواری اور نکیر کرنے کے بجائے خاموش رہتے ہیں اور اپنی خاموشی سے گویا ایسے قصے کی تصدیق کردیتے ہیں۔ جس میں بیان کیا گیا ہے کہ دو عورتیں کتے پر سوار ہوکر چند منٹوں میں دومتہ الجندل سے بابل پہنچ جاتی ہیں۔ وہاں ہاروت وماروت سے حالات قید میں ملاقات کرتی ہیں۔ ایک عورت ایمان کے عوض ان سے جادو سیکھتی ہے، اور جادو سے جس چیز کو پیدا کرنا چاہتی ہے تو کہتی ہے کہ ہو جا، اور وہ چیز پیدا ہوجاتی ہے۔

ایک ایسے قصے میں جس میں اتنا بڑا جھوٹ، دیدہ دلیری کے ساتھ بولا گیا ہو، اس کو ایک اجنبی اور مجہول عورت کی زبانی حضرت عائشہ اور تمام صحابہؓ سنیں اور اس پر نکیر کرنے کے بجائے خاموشی اختیار کریں، یہ بات ان کی سیرت کے خلاف اور ناممکنات میں سے ہے۔ کیونکہ ان کا آپس کا باہمی معمول تو یہ تھا کہ جب کبھی اپنے ساتھی صحابہ سے، جو صدق وامانت کا پیکر تھے۔ کوئی ایسی بات سنتے جو ان کی نظر میں قرآن کی مطابق نہ ہوتی تو بلاتامل فوراً اس پر نکیر کرکے اس کی اصلاح فرمادیتے۔ اس لئے اس واقعہ کا ان پاکیزہ لوگوں کی طرف سماع کا انتساب ایک تہمت ہے اور اس اصول اور معمول کے خلاف ہے۔ جو کسی بات یا حدیث کے قبول کرنے کے تعلق سے، ان لوگوں نے عملاً اپنی زندگی میں احتیاطاً اختیار کر رکھا تھا۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ حضرت عمرؓ سے ملاقات کے لئے آئے، دروازے پر تین بار آواز دی اس کے بعد واپس جانے لگے تو حضرت عمرؓ گھر سے نکلے اور پوچھا کیوں واپس جا رہے ہو، تو انہوں نے حضور ﷺ کا ارشاد سنایا کہ ’’تین بار آواز دینے کے بعد اگر اجازت نہ ملے تو دروازے سے ہٹ جاؤ‘‘ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے کہا کہ اپنی اس بات پر گواہ لاؤ ورنہ ٹھیک نہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوسعید خدریؓ کو گواہ کی حیثیت

سے پیش کیا تو حضرت عمرؓ نے تسلیم کرلیا۔ (اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ صفحہ۔۱۲)

اسی طرح جب فاطمہ بنت قیسؓ نے حضرت عمرؓ کے سامنے بیان کیا کہ مجھ کو تین طلاقیں دی گئیں تھیں۔مگر حضور ﷺ نے نہ تو مجھ کو زمانہ عدت کا نفقہ دلایا اور نہ مکان۔حضرت عمرؓ نے ان کی یہ روایت ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ایک عورت کی بات پر،قرآن کو نہیں چھوڑ سکتے۔معلوم نہیں وہ صحیح روایت کررہی ہے یا غلط (قرآن کے مطابق) تین طلاق پانے والی عورت کو نفقہ بھی ملنا چاہئے اور مکان بھی۔

نیز ان ہی فاطمہ بنت قیسؓ کے قول (لا نفقہ و لا سکنی) کو سن کر حضرت عائشہؓ نے فرمایا:''کہ فاطمہ کو کیا ہو گیا ہے وہ اللہ کا خوف نہیں کرتی''(ایضاً)

اسی طرح جب ابن عمرؓ نے یہ روایت بیان کی کہ''میت کے ورثاء کے ماتم کی وجہ سے اس پر عذاب ہوتا ہے''۔اور حضرت عائشہؓ نے یہ روایت سنی تو فرمایا کہ ابن عمرؓ نے حضور ﷺ کے منشاء کو محفوظ نہیں رکھا۔اصل بات یہ ہے کہ حضور ﷺ ایک یہودی کی قبر کے پاس سے گزرے۔جس کے اعزہ ماتم کررہے تھے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یہاں اس کا ماتم کر رہے ہیں اور قبر میں وہ مبتلائے عذاب ہے''(ایضاً)

اسی طرح جب حضرت عائشہؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت سنی کہ''بدشگونی تو عورت،گھر اور گھوڑے میں ہے تو فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے قرآن حضور ﷺ پر نازل کیا۔آپ ﷺ اس طرح فرماتے تھے کہ ''اہل جاہلیت،عورت،گھر اور گھوڑے میں بدشگونی کے قائل تھے''(ایضاً)

جادو کی قدرت پر جمہور علماء کی تحقیق پر ایک نظر:

بحث کے اس مرحلے میں جادو کی قدرت اور تاثیر سے متعلق،ان دلائل پر ایک نظر ڈالنا مناسب ہوگا جسے ہندوستان کے ایک بہت بڑے عالم بزرگ نے جمہور علماء کی تحقیق کی حیثیت سے بیان فرمایا ہے۔

موصوف نے جادو کی تین اقسام بیان کی ہیں۔پہلی قسم نظر بندی،دوسری قسم تخئیل اور تیسری قسم اشیاء کی حقیقت میں تبدیلی۔جیسے کسی انسان کو پتھر یا جانور بنا دینا اور لکھا ہے کہ امام راغب اصفہانیؒ اور ابوبکر جصاصؒ وغیرہ حضرات نے اس کا انکار کیا ہے کہ جادو کے ذریعہ کسی چیز کی حقیقت بدل جائے۔بلکہ جادو کا اثر ان کے نزدیک صرف تخئیل اور نظر بندی تک ہی محدود ہے۔مگر جمہور علماء کی تحقیق یہ ہے کہ انقلاب اعیان میں نہ کوئی عقلی امتناع ہے اور نہ شرعی۔مثلاً کوئی جسم پتھر بن جائے یا ایک نوع سے دوسری نوع میں منقلب ہو جائے۔۔۔بعض حضرات نے جادو کے ذریعہ انقلاب حقیقت کے جواز پر حضرت کعب احبارؒ کی اس حدیث سے

استدلال کیا ہے جو موطا امام مالک میں بروایت قنقاع بن حکیمؒ منقول ہے ''لَوْلَا كَلِمَاتٌ اَقُوْلُهُنَّ لَجَعَلَتْنِی الْيَهُوْدُ حِمَارًا'' اگر یہ چند کلمات میں پابندی سے نہ پڑھتا تو یہودی مجھے گدھا بنا دیتے۔ (معارف القرآن)

محترم نے جادو کی جو پہلی اور دوسری قسم بیان کی ہیں ان کے بارے میں امت کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کیونکہ وہ قرآن سے ثابت ہے حضرت امام راغب اصفہانیؒ اور حضرت ابوبکر جصاصؒ کا اختلاف صرف جادو کی تیسری قسم (اشیاء کی حقیقت کی تبدیلی) کے بارے میں ہے جس کا قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے۔

خود موصوف نے جادو کی پہلی قسم نظر بندی اور دوسری تخئیل اور وسوسہ کے ثبوت کے لئے تو قرآن کی آیات کو دلیل میں پیش کیا ہے۔لیکن جادو کی تیسری قسم کے لئے قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت اور دلیل پیش کرنے کے بجائے صرف جمہور علماء کی تحقیق کا یہ بے دلیل دعویٰ پیش کیا ہے کہ اس میں نہ کوئی عقلی امتناع ہے اور نہ شرعی۔ جمہور علماء کی تحقیق کی یہ کونسی قسم ہے؟ جس میں دعویٰ تو اتنا بڑا انقلاب حقیقت کا کیا گیا ہے مگر اس کے حق میں قرآن و سنت صحیحہ سے کوئی دلیل نہیں ہے؟ قرآن و حدیث سے ثبوت اور دلیل کے بغیر کیا شریعت میں کسی بات یا دعویٰ کا اعتبار ہوتا ہے؟

جمہور علماء کی اس تحقیق کا نہ صرف قرآن و حدیث سے کوئی ثبوت نہیں ہے بلکہ یہ تحقیق حضور ﷺ کی اس حدیث کے خلاف ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ:۔

''لَايَدْخُلِ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ خَمْرٍ وَ لَامُؤْمِنٌ بِسِحْرٍ وَلَاقَاطِعُ رَحِمٍ''

''شراب پینے والا،جادو پر یقین رکھنے والا اور قطع رحمی کرنے والا،جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''(ابن حبان والبانی الحلال والحرام:۲۹۱)

حدیث میں جادو پر یقین رکھنے والا سے مراد وہ لوگ ہیں جو جادو کی ایسی تاثیر اور زور پر یقین رکھتے ہوں جو قرآن و سنت سے ثابت نہیں ہے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا قرآن و حدیث صحیحہ کے ثبوت کے بغیر بھی،امور غیب اور عقیدہ سے متعلق امور میں جمہور علماء کی تحقیق کا کوئی جواز اور شرعی حیثیت بھی اسلام میں ہے؟

کیا قرآن و حدیث صحیحہ سے ثبوت کے بغیر جادو کے ذریعے اشیاء کی حقیقت میں تبدیلی کا عقیدہ رکھنے میں کوئی شرعی ممانعت اور اسلام کی مخالفت نہیں ہے؟

جادو کے ذریعے اشیاء کی تبدیلی کے جواز پر کعب احبارؓ کے اثر سے استدلال جائز نہیں:

جادو کے ذریعہ اشیاء کی تبدیلی کے جواز پر صرف قرآن اور احادیث صحیحہ سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ حضرت کعب احبارؓ کے اثر اور خیال سے بعض حضرات کا استدلال جائز نہیں ہے کیونکہ وہ ایک صحابی کی بات اور خیال ہے حضور ﷺ کا فرمان نہیں ہے کہ اس سے امور غیب اور عقیدہ سے متعلق مسائل و معاملات میں استدلال کرنا جائز ہو۔

اشیاء کی تبدیلی کی حقیقت عقل کی روشنی میں:

جادو کے ذریعے انقلاب حقیقت کے جواز سے متعلق یہ ہیں شرعی امتناع کے دلائل جہاں تک جادو سے اشیاء کی حقیقت میں تبدیلی کے عقلی امتناع کا سوال ہے تو عقل عام جادو کے زور سے انسان کو جانور یا جانور کو انسان بنانے کی قدرت کا انکار کرتی ہے اس کو ناممکن، خلاف حقیقت اور خلاف عقل مانتی ہے کیونکہ اگر جادوگر کو دنیا میں واقعتاً یہ خدائی قدرت اور طاقت حاصل ہوتی تو اس دنیا میں جادوگر کے علاوہ اور کسی کی حکومت نہ ہوتی۔ صرف جادوگر کا راج دنیا میں ہوتا۔ جادوگر اپنے جادو کے زور سے اپنے مخالفین کی فوج اور ہتھیار کو پتھر یا جانور بنا دیتا اور ساری دنیا پر جادوگروں کی حکومت ہوتی اور وہ دنیا میں اس قدر ذلیل و خوار نہ ہوتا۔

جادو کا سیکھنا واجب ہے۔ الرازی کا دعویٰ:

جادو کے تعلق سے قرآن وسنت سے متصادم کس قسم کی باتیں تفسیر وحدیث کی کتابوں میں داخل ہوگئی ہیں اس کا ایک نمونہ ملاحظہ ہو۔ ابوعبداللہ الرازی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ’’جادو کا علم حاصل کرنا بُرا نہیں ہے ۔۔۔ محققین کا قول یہی یہ ہے کیونکہ وہ بھی ایک علم ہے۔ اللہ کا فرمان ’’قُلْ یَسْتَوِیْ الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَایَعْلَمُوْنَ‘‘ اس پر دلالت کرتا ہے۔ جادو کے علم سے معجزے اور جادو کا فرق معلوم ہوتا ہے، چونکہ معجزے کا علم حاصل کرنا واجب ہے اور موقوف ہے جادو کے علم کے حصول پر اس لئے جادو کا سیکھنا واجب ہوا (ابن کثیر)

رازی کی رائے مہمل ہے ابن کثیرؒ کی جرح:

ابن کثیرؒ نے رازی کی اس تفسیر پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ رازی کا یہ قول عقلاً وشرعاً سرتاپا غلط ہے، اور

کس قدر مہمل دعویٰ ہے۔ دلیل میں قرآن کافی ہے۔ جس میں جادو سیکھنے کو کفر کہا گیا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص کسی جادوگر یا کاہن کے پاس گیا وہ کافر ہوا۔ سنن میں حدیث ہے کہ جس نے گرہ دی اور اس میں پھونکا اس نے جادو کیا۔ محققین کے ایسے اقوال کہاں ہیں؟ ائمہ اسلام میں سے کس نے یہ کہا ہے؟ آیت ’’قُلْ یَسْتَوِی ۔۔۔الخ‘‘ کو دلیل میں پیش کرنا، جرأت بے جا ہے۔ کیونکہ آیت میں علم سے مراد دینی اور نفع بخش علم والے علماء کی فضیلت بیان ہوئی ہے۔

جادو کی اقسام شریعت کی نظر میں:

رازی نے جادو کے علم پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ’’السر المختوم فی مخاطبة الشمس والنجوم‘‘ رکھا۔ (ابن خلکان) بعض کہتے ہیں کہ صرف اپنے علم کی تشہیر کے لئے کتاب لکھی اور پھر اس سے توبہ کرلی۔

رازی نے جادو کو آٹھ اقسام میں تقسیم کیا ہے، اور سب کی الگ الگ خصوصیات بیان کی ہیں۔ جس کی ابن کثیرؒ نے یہ توجیہ اور تاویل کی ہے کہ جادو کی آٹھ اقسام باعتبار لفظ اور لغوی معنی میں ہیں۔ کیونکہ عربی زبان میں سحر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو بہت ہی لطیف اور باریک ہو اور ظاہر میں انسان کی آنکھوں سے اس کے اسباب پوشیدہ ہوں۔ ورنہ شرعی معنی میں جادو کی واحد قسم کفر ہے۔ (ابن کثیر)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن وحدیث سے ماخوذ شریعت کی اصطلاح میں جادو کی صرف ایک قسم کفر ہے، نہ کہ جادو کی یہ لایعنی اور فضول لغوی اقسام جن کا شریعت اسلامی سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ لیکن جادو کو امت کے اندر قابل قبول بنانے کے لئے اور اس سے امت کی نفرت کو کم کرنے کے لئے جادو کو اقسام میں تقسیم کرنا ضروری تھا۔ جادو کے علم کے حصول کو واجب قرار دینا ضروری تھا۔ جادو کے علم پر ایک کتاب لکھ کر امت کو انتشار فکر میں مبتلا کرنا ضروری تھا۔ ورنہ امت کا سواد اعظم جادو جیسے کفر کو آسانی سے ہضم نہیں کرتا۔

مفسرین اور فقہاء کی اسی قسم کی غیر متعلق اور بے محل بحثوں اور تاویلوں نے اہل سنت کے ایک گروہ کو اتنی خطرناک بات کا قائل کردیا ہے کہ جادو کے ذریعہ چیزوں کی حقیقت کی تبدیلی میں نہ کوئی عقلی امتناع ہے اور نہ شرعی، جادوگر اپنے زور سے ہوا میں اڑسکتا ہے اور انسان کو گدھا اور گدھے کو انسان بنا سکتا ہے۔

جادو اور اس کی تاثیر سے متعلق چند مزید دلائل:

امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ جادو ثابت اور موجود ہے اس کے ثبوت پر عرب ، فارس ، ہند اور کچھ روم کی قوموں کا اتفاق ہے اور یہی قومیں صفحہ ہستی پر بسنے والے لوگوں میں افضل ہیں اور ان میں علم وحکمت زیادہ ہے۔

ابن قدامہؒ کہتے ہیں کہ جادو فی الواقع موجود ہے اس کی کئی اقسام ہیں ایک قسم وہ ہے جو مار دیتا ہے ۔۔۔۔جادو کی اثر پذیری کے قصے لوگوں میں بہت مشہور ہیں ۔۔۔۔اور تواتر کی حد تک پہنچ گئے ہیں جن کا انکار ناممکن ہے الغرض یہ قصے اتنی کثرت سے موجود ہیں کہ ان کو جھوٹا کہنا محال ہے (فتح المجید)

جادو کی تاثیر سے متعلق سلف کے ایک گروہ کی تاویل:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن وسنت کے نصوص کی موجودگی میں اہل سنت کے درمیان جادو اور اس کی تاثیر سے متعلق اس قدر انتشار اور تضاد فکر کیوں پایا جاتا ہے اور وہ اس مسئلے میں دو مختلف گروہوں میں کس وجہ سے بٹے ہوئے ہیں۔ایک گروہ وہ ہے جو جادو کے وجود اور انکے اثرات سے متعلق جو کچھ قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کو تسلیم کرتا ہے لیکن جادو کے اثرات کی ان تفصیلات کو تسلیم نہیں کرتا جو ان روایات اور قصوں سے ماخوذ ہیں جنہیں محدثین اور مفسرین نے حدیث اور تفسیر کی کتابوں میں صحابہ وتابعین کے حوالے سے نقل کیا ہے کیونکہ وہ قرآن اور احادیث صحیحہ کے خلاف ہیں یہ گروہ اپنے اس موقف کے لئے جو دلیل دیتا ہے وہ ملاحظہ ہو۔

چونکہ ان روایات اور قصوں کا تمام تر دارومدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح اور مرفوع اور متصل حدیث اس باب میں حضور سے ثابت نہیں ہے اور نہ قرآن کریم میں اس کی تفصیل ہے ۔لہٰذا جو کچھ قرآن میں ہے اس پر ہمارا ایمان ہے۔حقیقت کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔(ابن کثیر)

جادو کی تاثیر سے متعلق سلف کے دوسرے گروہ کی تاویل:

اس کے برعکس دوسرا گروہ جس تاویل کے ذریعہ جادو اور اس کی تاثیر کو بیان کرنے والے قصوں اور واقعات کو قبول کرنے میں کوئی حرج یا کوئی عقلی اور شرعی مانع نہیں سمجھتا وہ یہ ہے۔

قرآن کے ظاہری الفاظ ،مسند احمد، ابن حبان، بیہقی وغیرہ کی روایات تابعین وغیرہ کی تفاسیر سب مل ملا کر ان واقعات کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے نہ اس میں کوئی محال عقلی ہے اور نہ ہی کسی اسلامی اصول کے خلاف ہے۔واللہ اعلم (فتح البیان)

اہل سنت کے دوسرے گروہ کے خطرناک مغالطے کا خلاصہ:

جادو اور اس کی تاثیر جیسے غیبی امور سے متعلق اہل سنت کے دوسرے گروہ کی تاویل ،عقیدہ ودین کے فہم کے تعلق سے نہایت خطرناک مغالطے اور مفروضے پر مبنی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ قرآن کے ظاہری الفاظ سے ہاروت وماروت اور جادو کے وجود اور اس کے اثرات کی اصل اور اجمال ثابت ہے اس لئے اس اجمال کے ثبوت سے جادو کی تفصیل پر دلالت کرنے والی ضعیف احادیث ، روایتوں اور قصوں سے بہت کچھ تقویت اور اعتبار حاصل ہو جاتا ہے۔جنہیں محدثین اور مفسرین نے حدیث وتفسیر کی کتابوں میں صحابہ وتابعین کے حوالے سے بکثرت نقل کیا ہے اور جو عوام میں تواتر کے ساتھ مشہور ہیں اس لئے ان روایتوں اور قصوں کی تفصیلات کو تسلیم کرنے میں نہ تو کوئی محال عقلی ہے اور نہ ہی کسی اسلامی اصول کی خلاف ورزی۔

مغالطے کی تردید میں محال شرعی کے دلائل:

جادو کی ان روایتوں کی تفصیلات کو قبول کرنے میں محال عقلی ہے یا نہیں؟ اس پر گفتگو آگے آچکی ہے۔یہاں محال شرعی کیوں، کیسے اور کس دلیل شرعی سے ہے وہ ملاحظہ ہو۔

قرآن وسنت سے ماخوذ ایک اسلامی اصول اور قاعدہ جو دین کے تمام شعبوں سے متعلق ہے جسے امام شاطبیؒ نے اپنی کتاب الاعتصام جلد ا صفحہ:۲۳۰ پر اس طرح بیان کیا ہے۔"ان **الاحکام لاتشبت الامن طریق صحیح** "،حقیقت یہ ہے کہ کسی چیز یا عمل کی حیثیت کا کوئی حکم صرف صحیح طریقے (یعنی قرآن وحدیث اور ان سے ماخوذ اصول) سے ثابت ہوتا ہے۔" غیر صحیح طریقہ (یعنی ضعیف احادیث، روایات اور قصوں) سے ثابت نہیں ہوتا۔

دوسرا اسلامی اصول اور قاعدہ کلیہ جو تمام فقہاء کے نزدیک متفق علیہ ہے اور جو عقائد وعبادات کے شعبہ سے متعلق ہے یہ ہے کہ "**ان الاصل فی العبادات الحظر والمنع** "یعنی عبادات اور عقیدے کے شعبے اور معاملے میں اصل چیز ممانعت اور احتیاط ہے۔

اس اسلامی اصول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عقیدہ وعبادت سے متعلق کسی بھی بات یا عمل کا اجمال اور اس کی تفصیل دونوں کا ثبوت صرف قرآن اور احادیث صحیحہ اور ان سے ماخوذ اصل ہی سے ہوتا ہے۔ضعیف احادیث روایات اور قصوں سے نہیں ہوتا۔جس بات کو امام شاطبیؒ نے اس طرح واضح کیا ہے۔

"و لیس کما تو هموا الان الاصل اذاثبت فی الجملة لایلزم اثباته فی التفصیل فاذا ثبت مطلق الصلوة لایلزم منه اثبات الظهر ، العصر ،

الوتر وغيرها حتى ينص عليهما الخصوص ، وكذلك اذاثبت مطلق الصيام لايلزم اثبات الرمضان اوعاشورا اوشعبان وغير ذلك حتى يثبت بالتفصيل بدليل صحيح" (الاعتصام: جلدا صفحہ۔۲۲۹)

"لیکن معاملہ اور شرعی حکم ویسا نہیں ہے جیسا کہ ان حضرات کا گمان اور مغالطہ ہے۔ کیونکہ جب کسی عمل کی اصل اور اس کا اجمال کسی آیت یا حدیث سے ثابت ہو تو اس اجمال کے ثبوت سے اس عمل کی تفصیل کا خود سے ثابت ہونا لازم نہیں آتا۔ کیونکہ مطلق نماز کے ثبوت سے ظہر، عصر اور وتر وغیرہ کی نمازوں کا ثبوت نہیں ہوتا اور اسی طرح مطلق روزے کے حکم کے ثبوت سے رمضان عاشورہ اور شعبان کے روزوں کا ثبوت لازم نہیں آتا۔ جب تک خاص طور سے اس کی تفصیل قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت نہ ہو۔"

محالِ شرعی کی چند مثالیں:

مثلاً: نماز قائم کرو کے اجمالی حکم (اقیموا الصلوٰۃ) کے ثبوت سے پانچوں اوقات کی نمازوں کی تفصیلات کا ثبوت، خود بخود یا ضعیف احادیث وروایات سے نہیں ہوتا۔ اگر ان نمازوں کے اوقات، رکعات اور دیگر کیفیات کی تفصیلات کا ثبوت احادیث صحیحہ سے نہ ہوتا جن کا اہتمام ان نمازوں کی ادائیگی میں کیا جاتا ہے۔

اسی طرح زکوٰۃ ادا کرو کے اجمالی حکم (واتوا الزکوۃ) کے ثبوت سے خود بخود یا ضعیف احادیث سے سالانہ ڈھائی فیصد زکوٰۃ کی مقدار ثابت نہیں ہوتی۔ اگر احادیث صحیحہ سے زکوٰۃ کی مقدار اور اس کی ادائیگی کی دیگر تفصیلات ثابت نہ ہوتیں۔

نفلی نمازوں کی ادائیگی ایک مستحب عمل ہے جو اجمالاً قرآن واحادیث سے ثابت ہے۔لیکن نفل نماز کے اجمالی حکم کے ثبوت سے صلوۃ الرغائب یعنی ماہ رجب کی نماز یا صلوٰۃ لیلۃ البرأۃ یعنی شعبان کی پندرہویں شب کی نماز اور اس کی دیگر تفصیلات کا ثبوت، خود بخود یا ضعیف احادیث سے نہیں ہوتا، جن کا اہتمام ان نمازوں کی ادائیگی میں ہوتا ہے۔جس طرح نفل نماز کا اجمال قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے بالکل اسی طرح ان نفلی نمازوں کی تفصیل کا ثبوت بھی احادیث صحیحہ سے ہونا لازمی شرط ہے۔ ورنہ یہ نفلی نمازیں بدعت

اور گمراہی کے حکم میں داخل ہو جائیں گی۔ یہ ہے وہ دلیل جس سے فقہاء نے شب برأت کی نماز اور الرغائب کی نفل نماز کی ادائیگی کو بدعت قرار دیا ہے۔

اسی طرح حضور ﷺ پر درود وسلام بھی ایک مستحب عمل اور عبادت ہے جس کی اصل اور اجمال قرآن واحادیث سے ثابت ہیں۔لیکن درود وسلام کے اس اجمالی ثبوت سے محفل میلاد کے اختتام پر یا نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر ایک ساتھ بلند آواز کی تفصیل کے ساتھ درود سلام پڑھنے کا ثبوت خود بخود یا ضعیف احادیث سے نہیں ہوتا۔ جن کا اہتمام درود وسلام کی محفل میں کیا جاتا ہے۔ چونکہ درود سلام کی محفل کی یہ تفصیلات قرآن واحادیث صحیحہ سے ثابت نہیں ہیں اس لئے فقہاء نے ان تفصیلات کے اضافوں اور اہتمام کے ساتھ مخصوص اوقات اور شکلوں میں درود وسلام پڑھنے کو بدعت قرار دیا ہے۔

اسی طرح قرآن واحادیث صحیحہ سے جادو اور اس کے اثرات کے اجمالی ثبوت سے، جادو کی تفصیلات کا ثبوت خود بخود یا ضعیف روایات اور عوام میں مشہور قصوں سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔اس لئے جادو کی تفصیلات کے ثبوت کے لئے بھی نصوص قرآن وسنت سے استدلال لازمی ہے۔

کیا جادو کے قصوں کی کثرت، شہرت اور قوموں کا اتفاق جادو کے زور کی دلیل بن سکتا ہے؟

باقی رہی یہ دلیل کہ چونکہ جادو کی تاثیر کے واقعات، اور قصوں کی کثرت حدیث وتفسیر کی کتابوں میں ہے اور عوام میں اس کی شہرت تواتر کی حد کو پار کر چکی ہے، علم وحکمت کی حامل، عرب، فارس، ہند اور روم کی اکثر قوموں کا جادو کی تاثیر پر اتفاق ہے۔اس لئے جادو کی تاثیر سے متعلق روایات اور قصوں کو بہت کچھ تقویت اور اعتبار حاصل ہو جاتا ہے۔قرآن وسنت کی روشنی میں اس دلیل کا مقام ملاحظہ ہو۔

دلیل کا مقام قرآن وسنت کی روشنی میں:

شریعت اسلامی میں معتبر شرعی دلائل کے ماخذ چار ہیں۔قرآن، سنت، اجماع، قیاس۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو اصل ماخذ دو ہی ہیں یعنی قرآن اور سنت، باقی دو یعنی قیاس مجتہد اور اجماع امت تو یہ دونوں اصل ماخذ کی شاخیں ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کسی بات یا عمل کا مشہور ہونا، مقبول عام ہونا، علم وحکمت کی حامل قوموں کا متفق ہونا یا علماء کا ان کا قائل اور عامل ہونا، شریعت کے نزدیک معتبر شرعی دلائل نہیں ہیں، یہ کسی بات یا عمل کے صحت کی

دلیل ہرگز نہیں ہو سکتے۔ البتہ دلیل شرعی سے ثابت عمل کے لئے ترجیح اور اطمینان کا سبب ضرور بن سکتے ہیں۔

مثلاً: محفل میلاد کے مسئلے میں مولانا اشرف علی تھانویؒ نے مولانا گنگوہیؒ کے سامنے قرآن وسنت سے دلیل کے بجائے حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے عمل کو دلیل میں پیش کیا کہ محترم حاجی صاحب اسے بدعت نہیں مانتے، اس پر مولانا گنگوہیؒ نے ان کو جو جواب دیا اس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

''پس اگر کسی کا شیخ کوئی امر خلاف شرع کے فرمادے گا تو اس کو تسلیم کرنا مرید کے لئے جائز نہ ہوگا بلکہ شیخ کو ہدایت کرنا مرید پر واجب ہوگا۔ کیونکہ دونوں کا ایک دوسرے پر حق ہے اور شیخ معصوم نہیں ہوتے ہیں جب تک شیخ کسی مسئلے کو جو بظاہر شرع کے خلاف ہے، دلائل شرعیہ قطعیہ کے ذریعے ذہن نشین نہ کراوے، مرید کو اس کو قبول کرنا ہرگز جائز نہیں۔ اس کی نظیریں احادیث میں کثرت سے ملتی ہیں۔۔۔ پس ایسا بدست شیخ ہو جانا کہ مامور اور منہی کی کچھ تمیز نہ رہے اہل علم کا کام نہیں ہے۔ حضور ﷺ کا ارشاد ملاحظہ: '' **لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق** ''اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں''۔ (تذکرۃ الرشید)

محفل میلاد سنت ہے یا بدعت کی بحث میں جب مولانا محمد سمیعؒ رام پوری نے قرآن وسنت سے دلیل کے بجائے علامہ سیوطیؒ اور دیگر علماء کا نام دلیل میں پیش کیا کہ یہ سب علماء اس کو جائز کہتے ہیں اور محفل میلاد حرمین شریفین کے ساتھ دنیا کے تمام ممالک میں ہوتی ہے۔ تو ان کی اس دلیل پر مولانا خلیل احمدؒ سہارنپوری نے ان کو جو جواب دیا ہے ملاحظہ ہو:

''تمام بلاد اسلامیہ میں اشتہار اس کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے۔ **صلوٰۃ لیلۃ البرأۃ او الرغائب** تمام دنیا میں شائع ہوئی اور بدعت ہی رہی۔ پس اشتہار امر غیر مشروع کا موجب جواز نہیں ہوتا۔ ملا علی قاریؒ کا یہ لکھنا کہ تمام بلاد اسلامیہ میں یہ رائج ہے کوئی شرعی حجت نہیں ہے۔ قرآن اور حدیث سے ثبوت نہیں۔ پس آپ کے علماء کا فتویٰ عبث ہو گیا اور بدعت ہونا ثابت ہو گیا۔ مشائخ اور علماء کا محفل میلاد میں شریک ہونا دلیل شرعی نہیں ہے اگر قرآن اور سنت کے مقابلے میں کروڑوں علماء فتویٰ دیں ہرگز اعتبار کے قابل نہیں ہے'' (براہین قاطعہ: ۱۶۵)

اہل سنت کی اس تاویل نے قصوں کو قرآن وحدیث کا درجہ دیدیا

اہل سنت کے ایک گروہ کی اس تاویل نے عوام کے لئے ایک ایسی فرضی دلیل فراہم کردی ہے جس کے

ذریعہ وہ قرآن وسنت سے متصادم قصوں کو تسلیم کر رہا ہے اور جادو کے اثرات کی تفصیل کے ثبوت میں دلیل کی حیثیت سے پیش بھی کر رہا ہے اس طرح ان روایات اور قصوں کو اس نے درجہ ومرتبہ میں (معاذ اللہ) قرآن وحدیث کے برابر کر دیا ہے۔

حضور ﷺ پر جادو کے اثرات والی احادیث کے مجموعے پر ایک نظر:

جادو سے متعلق یہ بحث نامکمل رہے گی جب تک حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کو بیان کرنے والی احادیث کا جو مجموعہ صحاح ستہ کے علاوہ حدیث کی دیگر کتابوں میں منقول ہے ان پر گفتگو کر کے یہ معلوم نہ کر لیا جائے کہ اس مجموعہ کی کونسی احادیث صحیح اور قابل قبول ہیں اور کونسی ضعیف اور قابل رد ہیں۔ کیونکہ ان احادیث کے بارے میں علماء کے درمیان کافی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ اور وہ تین بڑے گروہوں میں تقسیم ہیں ایک گروہ وہ ہے جو حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کو بیان کرنے والی تمام احادیث کا انکار کرتا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک آپ ﷺ پر جادو کے اثر کا عقیدہ رکھنا قرآن اور عصمت انبیاء کے عقیدے کے خلاف ہے۔

دوسرا گروہ وہ ہے جو پہلے گروہ کے بالکل برعکس حضور ﷺ پر جادو کے اثر کو بیان کرنے والی تمام روایتوں اور واقعات کو قبول کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھتا، جو حدیث یا تفسیر کی کسی کتاب میں واقعہ، اثر اور حدیث کے نام سے منقول ہیں۔

تیسرا گروہ ہے جو حضور ﷺ پر جادو کے اثر کو بیان کرنے والی احادیث کے مجموعہ کو صحیح اور باطل احادیث میں تقسیم کرتا ہے اور صحیح احادیث میں آپ ﷺ پر جادو کا جو اثر بیان ہوا ہے اس کو تسلیم کرتا ہے جو قرآن اور عصمت انبیاء کے خلاف نہیں ہے اور باطل احادیث میں جادو کا جو اثر بیان ہوا ہے اس کو عصمت انبیاء کے خلاف سمجھ کر رد کر دیتا ہے۔ ذیل میں ان تینوں گروہوں کے دلائل کو نقل کر کے حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کی حقیقت کو واضح کرنے کی کوشش کریں گے۔

پہلے گروہ کے دلائل:

چنانچہ پہلے گروہ کے دلائل کو جاننے کے لئے سرسید احمد خانؒ مرحوم کے رفیق سفر مولانا چراغ علی مرحوم کے مقالہ ''پیغمبر پر سحر'' کے کچھ اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ہو، جو سرسید احمد خانؒ کے مقالہ ''حقیقت السحر'' کے ساتھ

۱۹۱۰ء میں نولکشور اسٹیم پریس لاہور سے شائع ہوا تھا۔

وہ لکھتے ہیں کہ ''کسی سچے مسلمان کا تو یہ کام نہیں کہ جناب پیغمبر ﷺ کے متعلق ایسا کہے کہ ان پر کبھی ایک منٹ کے لئے بھی جادو کا اثر ہوا۔ یہ بات تو کافروں کو زیبا تھی اور انہوں نے ہی کہی تھی کہ یہ نبی تو جادو کا مارا ہوا ہے، اور اس تہمت نالائق کو خدا نے بھی جھٹلا دیا'' (صفحہ: ۳۲)

سب سے زیادہ باطل اور مشکل قول یہ ہے کہ ''سحر رسول اللہ۔۔۔الخ'' یہ اگر ان معنوں میں لیا جاوے کہ لبید نے پیغمبر کی نسبت جادو کا عمل کیا تو کچھ بھی دقت نہیں، ہاں اگر یہ مراد ہو کہ درحقیقت پیغمبر پر کسی کے جادو کا اثر چل گیا اور جادو ان پر مؤثر ہو گیا اور ان کے دل و دماغ اور عقل میں خلل اور فتور پڑ گیا تو یہ بالکل جھوٹ اور باطل ہے۔۔۔کیونکہ کسی شخص کے جادو کے مارے ہونے پر گواہی دینا ایک ایسے امر پر شہادت دینا ہے جو قابل حس نہیں ہے۔ کسی کو مسحور سمجھنا امر حسی نہیں، پس اس پر کوئی گواہی نہیں ہو سکتی۔''

صحیح بخاری اور مسلم کی روایات میں حضور ﷺ کے پاس آنے والے دو افراد کے لئے رجلان کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن دوسرے راویوں نے رجلان کو ملکان کے لفظ سے بدل دیا ہے جس کی وجہ سے یہ اصل روایت کچھ کی کچھ ہو گئی ہے۔ اور مزید ظلم یہ کیا گیا ہے کہ بعض روایتوں میں ملکان کو مشخص کر کے جبرئیل اور میکائیل کے نام درج کر دیئے گئے ہیں۔ جن کا اصل روایت میں کوئی ذکر نہیں ہے۔'' (صفحہ: ۳۹)

یہ روایت معنعن ہے اور معنعن حدیث کو قبول کرنے میں محدثین اپنے اپنے اصولوں کی بنیاد پر دو گروہوں میں منقسم ہیں علی ابن المدینیؒ، امام بخاریؒ، ابوبکر صیرفیؒ اور امام شافعیؒ ایک طرف ہیں تو دوسری طرف امام مسلمؒ اور ان کے ہم خیال ہیں۔ موصوف نے ان دونوں گروہوں کے درمیان جو بنائے اختلاف ہے اس پر جرح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ دونوں گروہوں کے اصول میں نقص ہے کیونکہ جب تک ہر روایت میں بالمشافہ سننے جانے کی تصریح نہ ہو گی ہمیشہ وہی احتمال ارسال قائم رہے گا۔۔۔۔۔۔۔۔راویان حدیث میں ایک خراسانی ہے دوسرا بصری، تیسرا کوفی اور چوتھا مصری ہوتا ہے۔ اس کے باوجود ان کی معنعن روایات اتصال پر محمول کی جاتی ہیں یہ عجیب اصول ہے۔۔۔۔۔۔۔غرض کہ اس میں نہایت شبہ ہے کہ عیسیٰ بن یونس اور ابن نمیر نے ہشام سے یہ روایت بلاواسطہ سنی یا واسطہ سے اور ایسے ہی ہشام نے عروہ سے بالمشافہ سنی یا کسی واسطے سے اور ایسے ہی عروہ نے حضرت عائشہ کے روبرو یہ روایت سنی یا کسی اور کے ذریعہ سے، پس اس وجہ سے یہ روایت ناقابل اعتبار ہے'' (صفحہ: ۵۱)

''اس روایت کا ایک راوی ہشام بن عروہ عام طور پر معتبر اور ثقہ مانا جاتا ہے لیکن امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے''۔ (صفحہ: ۴۲)

''چراغ علی کی آخری دلیل یہ ہے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ کا فرمانا کہ ''سحر النبی۔۔۔الخ''، ضابطہ فن روایت کے موافق تو قابل قبول نہیں ہے کیونکہ اس میں کسی امر حسی کی خبر نہیں۔ پس جیسا کہ راوی کا ثقہ اور عادل ہونا ضروری ہے ویسا ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس نے امر حسی کی خبر دی ہو نہ کہ امر عقلی یا خیالی یا وہمی اور اعتقادی کی۔ ہم ان راویوں کے مشاہدات پر اعتبار کرتے ہیں مگر ان کی رائے اور خیالات کو نہیں مانتے۔ پس ان وجوہ سے یہ خبر قابل اور لائق اعتبار نہیں ہے۔''

دوسرے گروہ کے دلائل:

دوسرے گروہ نے جس تاویل کے ذریعہ جادو کے زور کے واقعات کو صحیح قرار دے کر تسلیم کیا ہے اس پر پچھلے مباحث میں تفصیل سے بحث گزر چکی ہے وہاں تفصیل دیکھ لی جائے، یہاں اس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ چونکہ جادو کا وجود اس کی اصل اور اجمال قرآن سے ثابت ہے اس لئے حضور ﷺ پر جادو کے اثر کی تفصیل بیان کرنے والی ضعیف احادیث اور واقعات کو قبول کرنے میں نہ تو عقلی رکاوٹ ہے اور نہ شرعی۔

جب کہ شریعت اسلامی کا معاملہ بالکل اس تاویل کے برعکس ہے۔ کیونکہ جادو کا تعلق امور غیب اور عقیدہ سے ہے اس لئے اس کی اصل اور اجمال کے ثبوت کے ساتھ اس کی تفصیل کے ہر ہر جزء کے ثبوت کے لئے بھی قرآن اور احادیث صحیحہ سے ثبوت اور دلیل لازمی و ضروری شرط ہے۔

غیبی امور سے متعلق مسئلہ میں ضعیف احادیث سے کوئی چیز، بات یا حکم ثابت نہیں ہوتا خواہ اجمال ہو یا تفصیل۔ اس کے لئے فقہاء نے یہ شرعی قاعدہ مقرر فرمایا ہے۔

(ان الاحکام لا تشبت الامن طریق صحیح) یعنی احکام صرف صحیح طریقہ سے ہی ثابت ہوتے ہیں ضعیف طریقہ سے نہیں ثابت ہوتے۔

حضور ﷺ پر جادو کا اثر اور اس کی مدت:

حضور ﷺ پر جادو کا جو زیادہ سے زیادہ اثر صحیح احادیث سے ثابت ہے وہ بس اتنا ہے کہ ''حضور ﷺ کو خیال ہوتا کہ آپ ﷺ اپنی ازواج کے پاس ہو آئے ہیں مگر نہیں آئے ہوتے''۔ اور اس اثر کی زیادہ سے

زیادہ مدت بھی جو صحیح حدیث سے ثابت ہے وہ بس ایک یا چند دن یا رات سے زیادہ نہیں ہے۔ صحیح بخاری، مسلم اور ابن ماجہ کی متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں (**حتی اذا کان ذات یوم او ذات لیلة دعا رسول الله ، ثم دعا ، ثم دعا**) ’’یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات گزر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے پے در پے دعا کی پھر مسلسل اور بار بار دعا کی اور یہ اثر جاتا رہا ہے‘‘۔ اس سے زیادہ حضور ﷺ پر جادو کا اثر اس کی مدت، خواب اور علاج کی تفصیلات بیان کرنے والی ساری حدیثیں موضوع اور باطل ہیں۔ جنہیں یہودیوں اور منافقین نے بعد میں گڑھ کر، صحیح احادیث کی آڑ میں امت کے درمیان پھیلا دی ہیں۔ جن پر مزید بحث آگے آ رہی ہے۔

تیسرے گروہ کے دلائل کو جاننے کے لئے مولانا اخلاق حسین قاسمی دہلوی کی کتاب (محبوب خدا پر جادو کا جھوٹا افسانہ) کے کچھ اقتباس کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

حضور پر جادو کے اثر کا واقعہ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کی صحیح روایات کے رو سے، مشہور محدث مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کی تحقیق کے مطابق بس اتنا ہے۔

بخاری کے تین طریقوں اور تین سندوں میں سے حضرت عائشہؓ کی حدیث کی جس سند کو، محدث کشمیریؒ نے راجح قرار دیا ہے وہ ابوسفیان بن عینیہ والی سند ہے۔ اس میں حضرت عائشہ نے لبید کے جادو کا یہ اثر بیان کیا ہے کہ ’’حضور ﷺ کو خیال ہوتا کہ اپنی بیویوں کے پاس ہو آئے ہیں مگر نہیں آئے ہوتے۔‘‘ سفیان راوی کہتے ہیں کہ یہودیوں میں رائج جادو میں یہ سب سے زیادہ سنگین قسم کا جادو تھا۔

’’**حتی کان یری انہ یا تی النساء ولا یاتیھن قال سفیان وھذا اشد مایکون من السحر اذا کان کذا**‘‘

اس صحیح حدیث میں نہ تو جادو کی مدت کا ذکر ہے۔ نہ بھول نسیان کو عام کر کے بیان کیا گیا ہے۔ نہ کسی جسمانی تکلیف کا ذکر ہے بلکہ اس حدیث میں اسی طرح کے جادو کی تصریح ہے جس کا تذکرہ قرآن میں کیا گیا ہے:۔

’’فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَايُفَرِّقُوْنَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ‘‘

یعنی وہ یہودی ہاروت و ماروت سے جادو سیکھتے تھے جس کے ذریعے مرد و عورت کے درمیان تفریق پیدا کی جاتی ہے۔

حاصل یہ کہ لبید کے جادو کے اثر سے آپ ﷺ کے دل میں ایک قسم کا وسوسہ اور وہم چند دن کے لئے پیدا ہو گیا تھا، اور آپ ﷺ نے اس کو محسوس کر کے دعا فرمائی اور اللہ نے اس وہم سے آپ ﷺ کو نجات

دی۔ زید بن ارقم کی مستند روایت میں بھی یہ چند دن کا لفظ موجود ہے ’’**فاشتکیٰ لذلک ایاما کانما نشط من عقال**‘‘ چند دن آپ کو جادو کے پیدا کردہ وسوسہ اور وہم کی شکایت رہی۔ پھر آپ ﷺ اس اثر سے اس طرح باہر آ گئے کہ گویا آپ ﷺ اس کی بندش سے آزاد ہو گئے۔

اس سے زیادہ لبید کے جادو کا عقیدہ رکھنا شان رسالت ﷺ میں سوء ادب ہے اور وقار نبوت کو ٹھیس پہنچانے والا ہر تصور و عقیدہ ایمان و اسلام کی نفی کرتا ہے۔

اس صحیح حدیث میں پہلی گڑبڑ اور تحریف یہ ہوئی کہ بعض طریقوں میں راویان حدیث نے اصل حدیث عائشہؓ کے خاص مفہوم کو عام انداز بیان سے بدل دیا، اور یہ الفاظ داخل کر دیئے ’’**یخیل الیہ انہ یفعل الشئی وما فعلہ**‘‘ آپ ﷺ کو خیال ہوتا کہ فلاں کام کر لیا ہے حالانکہ نہیں کیا ہوتا۔

اصل اور صحیح حدیث میں بھول کا تعلق جنسی ضرورت سے تھا۔ بعض راویوں نے بھول کا تعلق ہر کام کے ساتھ قائم کر دیا۔ (محدث کشمیری، فیوض الباری جلد ۴ صفحہ: ۲۷۳)

پھر اس صحیح حدیث میں یہودیوں نے اضافے کئے اور پھر ان جھوٹی روایتوں کو ایک داستان گو عالم، امام ثعلبیؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کر دیا۔ اس موضوع روایت کے قابل اعتراض الفاظ یہ ہیں:۔

’’**فمرض رسول الله وانتشر راسه ، وجعل یذوب ، ولا یدری ماعراہ ولبث ستة اشھر**‘‘

حضور ﷺ بیمار ہو گئے۔ اور آپ ﷺ کے سر کے بال جھڑ گئے اور آپ ﷺ کا جسم گھل گیا، اور آپ ﷺ اس حالت کو سمجھ نہیں پائے اور آپ ﷺ پر چھ ماہ تک یہ حالت طاری رہی۔

عربی مفسرین میں صرف ابن کثیرؒ نے اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علمائے تفسیر کی آگاہی کے لئے اس روایت کے موضوع اور بناوٹی ہونے کی تصریح کر دی ہے (ابن کثیر)

مشہور محدث علامہ سید انور شاہ کشمیریؒ، صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے بخاری کی شرح فیوض الباری میں وضاحت کی ہے کہ جادو کے واقعہ کی اس بناوٹی اور خلاف ادب تشریح کو دیکھ کر، مشہور جلیل القدر امام فقہ حضرت ابوبکر جصاصؒ نے اپنی کتاب کتاب الاحکام جلد اول صفحہ ۵۵ میں جادو کے واقعہ کی روایت کو گمراہوں اور ملحدوں کی تصنیف قرار دیا ہے۔

مولانا عبدالحق حقانیؒ نے لکھا ہے کہ کسی قرآنی آیت میں حضور ﷺ پر جادو کے اثر کا ذکر نہیں ہے۔ رہا حدیث سحر کا معاملہ، تو اس میں علماء کے درمیان اختلاف ہے حقانیؒ نے حضور ﷺ پر جادو کے اثر کی مدت

صرف دو دن لکھی ہے۔

مفتی محمد عبدہ مصری نے تفسیر المنار میں لکھا ہے کہ اگر فرض کر کے جادو والی حدیث کو صحیح مان لیا جائے تو بھی وہ دلیل میں پیش کرنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ وہ خبر واحد ہے اور عقائد کے معاملے میں اخبار آحاد سے استدلال نہیں کیا جا سکتا۔

جادو کے تعلق سے قدیم وجدید زمانے کے عقلیت پسندوں نے ضعیف احادیث کے ساتھ صحیح احادیث کے انکار کا جو انتہا پسندانہ رویہ اختیار کر رکھا ہے اس کے جواب میں ردعمل کے طور پر کچھ علماء نے حضور ﷺ پر جادو کے اثرات سے متعلق صحیح اور ضعیف احادیث کے مجموعہ کو ایک روایت کے مختلف اجزاء کی حیثیت سے دیکھا اور لیا ہے اور تاویل کے ذریعے اس پورے مجموعے کو صحیح تسلیم کر کے اس کا دفاع بھی کیا ہے۔ مثلاً:

احادیث سے متعلق علماء کی تاویل پر مولانا قاسمی کی جرح:

مولانا شبیر احمد عثمانیؒ نے اپنی تفسیر میں جادو کی ان روایات کے مجموعہ کی تاویل کی ہے اور حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کو جو اس مجموعے کی جھوٹی روایتوں میں بیان ہوئے ہیں ان کو آپ ﷺ کی ان تکلیفوں پر قیاس کیا ہے۔ جو اسباب ظاہری اور طبعی کے تحت، آپ کو لاحق ہوئیں جیسے بھول، چوک اور غشی وغیرہ، اور دلیل میں یہ حدیث پیش کی ہے۔

''میں ایک انسان ہوں، جس طرح تم بھولتے ہو، اسی طرح میں بھولتا ہوں۔ پس جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو'' (حدیث)

مولانا قاسمیؒ نے مولانا عثمانیؒ کی اس تاویل پر جرح کرتے ہوئے لکھا کہ کہاں نسیان، چوٹ اور غشی وغیرہ کی یہ وقتی اور عارضی حالتیں جو چند منٹ یا چند دن کے بعد زائل ہو گئیں اور کہاں جادو کے وہ اثرات جو اس جھوٹی روایت کے مطابق حضور ﷺ پر چھ ماہ تک قائم رہے، آپ ﷺ کے سر کے بال جھڑ گئے اور آپ ﷺ کا جسم گھل گیا۔ یہ دونوں حالتیں یکساں اور برابر نہیں ہیں۔ اس لئے مولانا عثمانیؒ کا ان دونوں حالتوں کو ایک سمجھنا صحیح اور درست قیاس نہیں ہے۔ شرعی اصطلاح میں یہ قیاس مع الفارق ہے۔''

مولانا مودودیؒ کی تاویل کا خلاصہ:

مولانا مودودیؒ نے جادو کی صحیح اور ضعیف روایتوں کے اس مجموعہ کی جو تاویل کی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ

''ان روایتوں پر قدیم وجدید زمانے کے عقلیت پسندوں نے اعتراض کیا ہے کہ یہ روایات اگر مان لی جائیں تو شریعت ساری مشتبہ ہو جائے گی۔ یہ روایات قرآن سے متصادم ہیں۔ یہ حضور پر کفار کے الزام کی تصدیق کرتی ہیں۔ ان کا یہ اعتراض صحیح نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن جس مفہوم میں حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کی نفی کرتا ہے اور کفار جس مفہوم میں حضور ﷺ کو جادو کا مارا شخص کہتے تھے وہ اس مفہوم سے بالکل مختلف ہے جو ان لوگوں نے سمجھا ہے۔''

''حضور ﷺ پر جادو کے اثر کا واقعہ تاریخی حیثیت سے قطعی طور پر ثابت ہے۔ البتہ یہ تمام اثرات آپ ﷺ کی ذات تک محدود رہے۔ حتیٰ کہ دوسرے لوگوں کو یہ معلوم تک نہ ہو سکا کہ آپ ﷺ پر کیا گزر رہی ہے۔ رہی آپ ﷺ کے نبی ہونے کی حیثیت تو اس میں آپ ﷺ کے فرائض کے اندر کوئی خلل نہیں ہونے پایا۔''

''اگر ایسی کوئی بات، معاذ اللہ پیش آ جاتی تو دھوم مچ جاتی اور پورا ملک عرب اس سے واقف ہو جاتا کہ جس نبی کو کوئی طاقت چت نہ کر سکتی تھی اسے ایک جادوگر نے چت کر دیا۔ لیکن آپ ﷺ کی حیثیت نبوت، اس سے بالکل غیر متاثر رہی، اور صرف اپنی ذاتی زندگی میں آپ ﷺ اپنی جگہ محسوس کر کے پریشان ہوتے رہے'' (تفہیم القرآن)

مولانا قاسمی کی تاریخی اور واقعاتی دلیل:

مولانا قاسمی نے حضور ﷺ پر جادو کے اثرات کے بارے میں مولانا مودودیؒ کی درج بالا تاریخی اور واقعاتی دلیل کا جواب بھی تاریخی اور واقعاتی دلیل سے دیتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے اس کا ماحصل یہ ہے ''حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ، اور حضرت زینبؓ سے آپ ﷺ کے نکاح کا واقعہ یہ دونوں واقعات، آپ ﷺ کی ذاتی زندگی سے متعلق تھے۔ آپ ﷺ کی حیثیت نبوت سے ان کا کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن ان دونوں واقعات پر مدینہ کے منافقین، یہود اور مشرکین نے آپ کے خلاف پروپیگنڈے کا ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ ان کو کس شدت کے ساتھ اُچھالا تھا کس قدر ان سے دلچسپی لی تھی جس کی تفصیل حدیث وتفسیر کی کتابوں میں موجود ہے۔''

''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضور ﷺ پر جادو کا وہ اثر جو ثعلبیؒ کے جھوٹے اثر کے مطابق آپ ﷺ پر چھ ماہ تک قائم رہا ہو؟ جس سے آپ ﷺ کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں؟ آپ ﷺ کا جسم گھل گیا ہو؟ اور

آپ ﷺ لوگوں کے درمیان مدینہ میں موجود بھی ہوں؟ لیکن آپ ﷺ کے مخالفین کو اس کا علم تک نہ ہو؟ یا علم تو ہوا ہو لیکن آپ ﷺ کی ذات کا معاملہ ہونے کی وجہ سے خاموشی اختیار کر لی ہو؟ ایسا ہونا ناممکنات میں سے ہے کیونکہ حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کے واقعات کی نظیر اس کے خلاف ہے۔''

''اس سے جو بات واضح اور ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور ﷺ کی طرف منسوب جادو کے یہ اثرات حقیقت اور سچائی پر مبنی نہیں ہیں۔ کیونکہ اگر یہ واقعات جھوٹ نہ ہوتے تو یقیناً لوگوں کے درمیان پھیلتے۔ عوامی گفتگو کا موضوع بنتے، مدینہ کے منافقین اور یہود تک پہنچتے۔ مشرکین مکہ اور آپ ﷺ کے وہ مخالفین جو پہلے ہی سے آپ کو جادو کا مارا شخص کہتے تھے۔ آپ ﷺ پر جادو کے ان اثرات کو یقینی طور پر آپ ﷺ کی نبوت کے خلاف دلیل کی حیثیت سے عوام میں مشہور کرتے، ان کو خوب اچھالتے، آپ ﷺ کی ذات اقدس کا مذاق اڑاتے، اور اپنے قول کی صداقت میں ان کو پیش کر کے بغلیں بجاتے، اور کہتے کہ دیکھو، ان کو یہ کیسے نبی ہیں جو جادوگر کے جادو کا دفاع نہیں کر سکتے؟ ان کو کس طرح ایک جادوگر کے جادو نے چت کر دیا ہے اور ان کا کیا حال بنا دیا ہے۔ اس طرح آپ ﷺ کی زندگی میں جادو کے اثرات کے یہ واقعات ہر خاص و عام کی زبان پر ہوتے اور جادو کی یہ جھوٹی روایات خبر آحاد نہ ہوتیں بلکہ تواتر کے ساتھ امت تک پہنچتیں۔''

''لیکن حیرت انگیز حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کے وہ ہم عصر مخالفین جنہوں نے آپ ﷺ کی ذات سے متعلق حضرت عائشہؓ اور حضرت زینبؓ کے واقعات کے موقع پر آپ ﷺ کے خلاف ایک طوفان برپا کر دیا تھا۔ وہی لوگ آپ ﷺ کی ذات پر جادو کے ان اثرات کے بارے میں بالکل خاموش ہیں جس سے یقینی طور پر جو بات ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ کے ذات مبارک پر جادو کے اثرات کی یہ داستان، آپ ﷺ کے بعد کے زمانے میں یہودیوں نے گھڑ کر خاموشی کے ساتھ عوام میں پھیلا دیا۔ اور ثعلبیؒ جیسے مفسرین نے ان کو اپنی تفسیر میں داخل کر دیا اور قصہ گو واعظین نے بغیر سوچے سمجھے ان کو خوب پھیلایا اور محفلوں میں بیان کیا۔ جن کا حقیقت اور صداقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔''

مولانا قاسمی کی اس تاویل کی تائید اس حقیقت سے بھی ہوتی ہے کہ یہ زیر بحث روایت کو صحاح میں سے صرف بخاری مسلم اور ابن ماجہ نے لیا ہے، اور سند کے تیسرے واسطے تک یہ روایت خبر واحد ہی ہے۔ حتیٰ کہ بخاری کی ایک روایت میں سفیان بن عیینہؒ (جن کی جادو کی روایت کو محدثین نے راجح قرار دے کر قبول کیا ہے) یہ اقرار کرتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو ابن جریج سے بالکل پہلی مرتبہ سنا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جادو کی اس

روایت نے حضور ﷺ کے وصال کے سو سال بعد شہرت پائی، اس سے پہلے اس کا علم صرف بعض افراد تک محدود رہا۔

مولانا شمس پیرزادہؒ صاحب نے اپنی تفسیر دعوۃ القرآن میں لکھا ہے کہ ''سلسلہ روایت میں ایک راوی ہشام بن عروہ ہیں جو اگر چہ ثقہ ہیں۔ مگر علامہ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ وہ عراق جانے کے بعد، اپنے والد سے بکثرت روایت کرنے لگے تھے۔ جس پر اہل عراق نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور امام مالکؒ نے ان کی ان حدیثوں کو جو وہ اہل عراق سے روایت کرتے ہیں نکارت کا اظہار کیا ہے۔ وہ کوفہ تین مرتبہ آئے۔ پہلی مرتبہ انہوں نے اس طرح روایت کیا (**حدثنی ابی ، قال سمعت عائشة**) میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ انہوں نے حضرت عائشہؓ کو فرماتے سنا۔ دوسری مرتبہ آئے تو اس طرح روایت کی (**اخبرنی ابی عن عائشةؓ**) یعنی مجھے میرے والد نے خبر دی کہ حضرت عائشہ سے روایت ہے۔ اور تیسری مرتبہ آئے تو ان الفاظ میں روایت کی (**ابی عن عائشةؓ**) یعنی میرے والد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد ۱۱ صفحہ ۵۰)

ایسی صورت میں ان کی اس جادو والی روایت کو جو عقیدہ سے متعلق ہے ان کی بے احتیاطی پر محمول کر کے کیوں نہ رد کر دیا جائے۔

مولانا امین احسن اصلاحیؒ کی جرح:

مولانا امین احسن اصلاحیؒ نے درایت اور روایت کے اصولوں کی روشنی میں حضور ﷺ کی طرف منسوب جادو کی ان روایات کے پورے کے پورے مجموعے کو تاویل کے ذریعے صحیح تسلیم کرنے والے علماء پر جو جرح کی ہے وہ ملاحظہ ہو:

''سورہ الفلق کے شان نزول کے طور پر یہودیوں کے ذریعہ، حضور ﷺ پر جادو کرنے کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے۔ جس سے آپ ﷺ (جسمانی اور دماغی دونوں حیثیت سے) بیمار ہو گئے تھے۔ تو آپ ﷺ کو حضرت جبریل کے ذریعہ یہ سورہ سکھائی گئی اور آپ ﷺ اس کو پڑھ کر جادو کے اثرات بد سے محفوظ ہو گئے''

''اگر چہ دعویٰ یہ کیا جاتا ہے کہ جادو کا اثر آپ ﷺ کے فرائض نبوت پر نہیں پڑا، لیکن اس کے ساتھ ہی نہایت سادہ لوحی سے یہ اعتراف بھی کر لیا گیا ہے کہ اس کا اثر حضور پر یہ پڑا کہ آپ ﷺ گھلتے جاتے تھے۔ کسی کام کے متعلق خیال فرماتے کہ کر لیا ہے مگر نہیں کیا ہوتا۔ ازواج مطہرات کے متعلق خیال فرماتے کہ ان کے پاس گئے ہیں مگر نہیں گئے ہوتے۔ بعض اوقات اپنی نظر پر شبہ ہوتا کہ ایک چیز کو دیکھا ہے مگر نہیں دیکھا ہوتا۔ ان

حضرات کے بیان کے مطابق حضور ﷺ کی یہ حالت گھنٹے دو گھنٹے، ایک یا دو دن نہیں بلکہ پورے چھ ماہ رہی۔"

"اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب پورے چھ ماہ آپ ﷺ پر معاذ اللہ، تعطل دماغ کے یہ کیفیت طاری رہی تو کیا ایسے حالات میں یہ امکان موجود نہیں ہے کہ معاذ اللہ، آپ ﷺ نے خیال فرمایا ہو کہ نماز پڑھ لی ہے، مگر نہ پڑھی ہو، یا یہ کہ نازل شدہ وحی لکھوادی ہے مگر نہ لکھوائی ہو۔ یا یہ کہ جبرئیل امین کو دیکھا ہے مگر نہ دیکھا ہو۔ ان امکانات کو آپ کس دلیل سے رد کر سکتے ہیں؟ اگر کوئی کہے کہ اس طرح کی بات روایات میں نہیں ملتی تو ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ روایات میں تمام جزئیات کہاں بیان ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک ایسے شخص سے جس کی ذہنی حالت آپ کے بیان کے مطابق وہ ہے جو مذکور ہوئی تو اس سے ان باتوں کا صادر ہونا تعجب خیز نہیں بلکہ نہ صادر ہونا تعجب خیز ہے"۔۔۔۔۔۔ "ذہنی و دماغی عصمت انبیاء کی ان مخصوص خصوصیات میں سے ہے جو کسی بھی وقت ان سے منفک نہیں ہو سکتیں۔ اس عصمت کو اس بات سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا کہ وہ زخمی ہو گیا یا اس کے دندان مبارک شہید ہو گئے، یا وہ قتل کر دیا گیا۔ ان میں سے کوئی چیز بھی اس کی نبوت میں قادح نہیں ہے کہ اس کو آپ اس امر کی دلیل بتائیں کہ جب نبی ان چیزوں میں مبتلا ہو سکتا ہے تو وہ مسحور بھی ہو سکتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو کرنے یا نہ کرنے میں، دیکھنے یا نہ دیکھنے میں کوئی فرق و امتیاز باقی نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس طرح کے شیطانی تصرفات سے اپنے نبیوں کو محفوظ کر رکھا ہے اور ان کی یہ محفوظیت دین کے تحفظ کے لئے ناگزیر ہے۔ یہ محفوظیت ہی نبی کے ہر قول اور فعل کو سند بناتی ہے پورا قرآن انبیاء کی عصمت پر گواہ ہے اور ہر مسلمان پر واجب ہے کہ وہ ان کی عصمت پر ایمان رکھے۔"

"یہ تو ہوئی درایت کے اعتبار سے اس روایت کی حیثیت، روایت کے اصولوں پر، جادو کی ان روایات کو جانچا جائے تو ان میں درج ذیل نمایاں صفت موجود ہے۔"

"صحاح ستہ کی ایک روایت میں رنگ آمیزی کرنے کے لئے تیسرے درجے کی ضعیف اور موضوع روایتوں کا سہارا لیا گیا ہے اور اس کو ایک امر واقعہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔"

"یہ روایت صحاح میں سے صرف بخاری مسلم اور ابن ماجہ نے لیا ہے، اور سند کے تیسرے واسطہ تک یہ روایت خبر واحد ہی ہے حتیٰ کہ بخاری کی ایک روایت میں سفیان بن عینیہؒ یہ اقرار کرتے ہیں کہ میں نے اس روایت کو ابن جریج سے بالکل پہلی مرتبہ سنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس روایت نے گویا حضور ﷺ کے وصال کے سو سال بعد شہرت پائی۔ اس سے پہلے اس کا علم صرف بعض افراد تک محدود رہا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ معاذ اللہ

اگر حضور ﷺ چھ ماہ تک ان کیفیات میں مبتلا رہے ہوتے جو روایات میں بیان ہوئی ہیں تو یہ واقعہ اتنا غیر معمولی تھا کہ صدر اول ہی میں اس کا چرچہ (ہر خاص و عام کی زبان پر) ہو جاتا اور یہ واقعہ ایک متواتر روایت کی حیثیت سے ہم تک پہنچتا۔"

"صحاح ستہ کی کسی روایت میں نہ صرف حضور ﷺ پر جادو کی مدت کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ (حَتّٰى اِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ اَوْ لَيْلَةٍ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ثُمَّ دَعَا ثُمَّ دَعَا) "یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات گذر گئی تو رسول اللہ ﷺ نے پے در پے دعا کی پھر بار بار دعا کی اور یہ اثر جاتا رہا" (حدیث) اس روایت سے معلوم ہوا کہ اگر جادو کا کوئی اثر، آپ کی قوت متخیلہ پر پڑا بھی تھا تو وہ چند گھنٹوں سے زیادہ نہیں رہا۔ یہ تو بالکل اسی قسم کی بات اور واقعہ ہوا جو حضرت موسیٰ کے ساتھ پیش آیا تھا کہ انہوں نے جادوگروں کی رسیوں کو وقتی طور پر سانپ سمجھ لیا اور گھبرا گئے۔ اس طرح کی کیفیات بطور امتحان بھی نبی کو پیش آ سکتی ہیں مگر ہوتی ہیں یہ وقتی اور عارضی تاکہ نبی کی عصمت مجروح نہ ہو۔"

یہ حقیقت بھی ملحوظ رہے کہ صحاح کی کتابوں میں جادو کے اس واقعہ کو سورہ الفلق کے شان نزول کے طور پر نہیں بیان کیا گیا ہے اور نہ یہ بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے معوذتین کی آیات پڑھ پڑھ کر کسی تانت کی ایک ایک گرہیں کھولیں، یہ چیز واضح کرتی ہے کہ محدثین نے اس واقعہ کو سورہ الفلق سے متعلق نہیں مانا ہے یہ بعد والوں کی ذہانت ہے کہ وہ اس روایت کو معوذتین کے شان نزول کے ذیل میں لے آئے۔ حالانکہ ان کا مفہوم اس سے اِبا کرتا ہے کہ ان کے نزول کو کسی مجہول جادوگر کے کسی شیطانی عمل کا نتیجہ قرار دیا جائے۔ یہ بات جادو کی ان روایتوں کی بنیاد کو ہی کمزور کر دیتی ہے۔"

حضور ﷺ پر جادو کے اثرات سے متعلق علماء کی رایوں کا خلاصہ:۔

یہ ہے کہ حضور ﷺ پر جادو کے اثرات سے متعلق علماء کی رائیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ پر جادو کے اثرات والی احادیث کے مجموعے کے بارے میں علماء کے پہلے اور دوسرے گروہ کا معاملہ اور رویہ اعتدال کے بجائے افراط اور تفریط پر مبنی ہے کیونکہ پہلا گروہ جس نے حضور ﷺ پر جادو کی ساری روایات کو عصمت انبیاء کے خلاف کہہ کر رد کر دیا ہے۔ اس نے اس مجموعہ میں شامل صحیح احادیث کو رد کرنے کی غلطی کی ہے۔

دوسرا گروہ جو تاویل کے ذریعے پورے مجموعہ احادیث کو قبول کرتا ہے اس نے صحیح احادیث کے ساتھ جھوٹی اور جعلی احادیث سے استدلال کرنے کی غلطی کی ہے۔

تیسرا گروہ توسط واعتدال کی راہ پر قائم ہے جو صحیح حدیث سے ثابت حضور ﷺ پر جادو کے اثر کو تسلیم کرتا ہے۔ کیونکہ ان احادیث میں حضور ﷺ پر جادو کا جو اثر بیان ہوا ہے وہ صرف وقتی اور عارضی وسوسہ، وہم اور جنسی بھول تک محدود ہے۔ جس قسم کا اثر، موسیٰ علیہ السلام پر قرآن سے ثابت ہے۔

جھوٹی اور جعلی احادیث میں حضور ﷺ پر جادو کا جو اثر بیان ہوا ہے اس کو تسلیم نہیں کرتا کیونکہ یہ آپ ﷺ کے خلاف الزام، تہمت اور عصمت انبیاء کے خلاف ہے۔

جادو کی حقیقت اس کی تاثیر اور حضور ﷺ پر اس کے اثرات سے متعلق درج بالا بحث سے یہ معلوم ہوا کہ قرآن وسنت کی رو سے اس کی اصل حقیقت کیا ہے اور امت کے درمیان اس کے بارے میں قرآن وسنت سے متصادم کیسے اور کتنے گمراہ کن عقائد واعمال پائے جاتے ہیں۔

جادو، شیطان کا ہتھیار:

چونکہ جادو شیطان کا ایک ہتھکنڈہ اور عمل ہے جسے وہ انسان کو عقیدہ توحید سے ہٹانے اور شرک وکفر میں مبتلا کرنے کے لئے بطور ہتھیار استعمال کرتا ہے اس لئے یہ گفتگو اس وقت تک ادھوری ونامکمل رہے گی جب تک ہمیں شیطان کی قدرت وطاقت کے بارے میں یہ نہ معلوم ہوجائے کہ اللہ نے انسانوں کی آزمائش کے لئے شیطان کو انسان پر کس طرح اور کتنی قدرت وطاقت عطا فرمائی ہے اور انسان کو شیطان کی مکاریوں اور چالوں سے پناہ نجات کے لئے یقین وعمل کی کیسی پناہ گاہ اور نعمت سے نوازا ہے۔

انسان پر شیطان کی قدرت کی چند مثالیں:

☆ شیطان انسان کے جسم میں خون کے مانند گردش کرتا ہے (بخاری ومسلم)
☆ شیطان فضا میں اور آسمان کی بلندیوں میں پرواز کرنے کی قدرت رکھتا ہے (الجن:۸)
☆ شیطان سینکڑوں میل کا فاصلہ لمحوں میں طے کرنے کی طاقت رکھتا ہے (النحل:۴۰)
☆ شیطان اپنے مس سے انسان کو مجنون اور حواس باختہ بنانے کی قدرت رکھتا ہے (البقرہ:۲۷۵)
☆ شیطان انسان کو وسوسے میں مبتلا کر کے مخبوط الحواس بنا سکتا ہے۔(الناس۔۴،۵)
☆ شیطان انسان پر جادو کر سکتا ہے۔ (الفلق ۴۔طٰہٰ:۶۶۔الاعراف:۱۱۶)
☆ شیطان، انسان اور حیوان کی مختلف شکلیں اختیار کرنے پر قادر ہے۔(الانفال۔۴۸)

مکہ مکرمہ کے دار الندوہ میں قریش کی مشاورتی مجلس کے وقت شیطان نجد کے ایک محترم بزرگ کی شکل میں مجلس میں موجود تھا۔ بحث میں سرگرم حصہ لیا تھا اور حضور ﷺ کے قتل کی تجویز کی تائید کی تھی۔(البدایہ والنہایہ)

مدینہ میں صدقہ کی کھجوروں کی چوری کرنے کے لئے شیطان انسان کی شکل میں آیا تھا۔(بخاری)

بدر کے دن شیطان سراقہ بن مالک کی شکل میں مشرکین کے پاس آیا تھا اور ان سے جنگ بدر میں فتح ونصرت کا وعدہ کیا تھا(الانفال:۴۸)

ایک طرف تو انسانوں کی آزمائش کے لئے اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس قدر ہمہ گیر قدرت اور طاقت دی ہے تو دوسری طرف شیطان کی مکاریوں اور چالوں سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایمان وتوکل کی مضبوط ڈھال اور پناہ گاہ بھی عطا فرمائی ہے جس کے ذریعے وہ شیطان کو انسان کے مقابلے میں عاجز اور کمزور بھی بنا دیا ہے اور جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی اس پناہ گاہ میں داخل ہوگا اس نے خود کو شیطان سے محفوظ کر لیا اور اس کو ناکام بنا دیا۔

اساسی و بنیادی حل ایمان وتوکل:

جنات اور شیاطین کا زور اختیار کن لوگوں پر چلتا ہے اور کن لوگوں پر نہیں چلتا۔

دنیا پرست، جھوٹے، گنہگار اور شیطان کو دوست بنانے والے انسان پر شیطان کا زور اور اختیار چلتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے اور اس پر توکل کرنے والے انسان سے شیطان عاجز اور مجبور رہتا ہے اور اس پر شیطان کا کوئی زور واختیار نہیں چلتا۔ اس لئے کوئی کام یا عمل خواہ وہ دین کا ہو یا دنیا کا، اس کو شروع کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو شیطان مردود سے پناہ طلب کرنے کا حکم ان الفاظ میں دیا ہے:

”فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ “(النحل:۹۸)

پھر جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔

اور اس آیت سے متصل آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح کردی ہے کہ عام انسانوں پر، شیطان کو ایسا زور اختیار نہیں دیا گیا ہے کہ وہ ان کو زبردستی گمراہ کردے، چنانچہ انسانوں میں سے وہ لوگ جو اللہ پر ایمان اور توکل کی دولت سے مالا مال ہوں گے، ان پر شیطان کا کسی بھی قسم کا کوئی زور اور اختیار نہیں ہے۔ البتہ شیطان کا زور واختیار تو صرف اور صرف ان لوگوں پر چلتا ہے جو خود اس کو اپنا دوست وسرپرست بناتے ہیں اور اس کے

بہکانے سے شرک کرتے ہیں۔

"اِنَّهٗ لَيۡسَ لَهٗ سُلۡطٰنٌ عَلَى الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ اِنَّمَا سُلۡطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ يَتَوَلَّوۡنَهٗ وَالَّذِيۡنَ هُمۡ بِهٖ مُشۡرِكُوۡنَ " (النحل:۹۹۔۱۰۰)

"اسے ان لوگوں پر تسلط حاصل نہیں ہوتا جو ایمان لاتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اس کا زور تو انہی لوگوں پر چلتا ہے جو اس کو اپنا سرپرست بناتے ہیں اور اس کے بہکاوے سے شرک کرتے ہیں۔"

سورۃ بنی اسرائیل میں جہاں اللہ تعالیٰ نے شیطان کو قیامت تک انسانوں کو بہکانے اور ہر طرح کے حربے استعمال کر کے اس کو گمراہ کرنے کی اجازت اور مہلت دی ہے وہیں عمومی اور اصولی طور پر اس نے انسان کے مقابلے میں شیطان کی عاجزی اور کمزوری کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کو میرے بندوں (یعنی عام انسانوں) پر کوئی ایسا زور و اختیار نہ ہوگا جس سے وہ زبردستی ان کو میرا نافرمان بنادے۔

"اِنَّ عِبَادِيۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيۡلًا" (بنی اسرائیل:۶۵)

"یقیناً میرے بندوں پر تجھے کوئی اقتدار حاصل نہ ہوگا اور توکل کے لئے تیرا رب کافی ہے۔"

سورۃ ابراہیم میں شیطان خود، انسان پر اپنے اختیار کی محدودیت اور عاجزی کا اعتراف کرتے ہوئے انسانوں سے کہتا ہے کہ مجھے تم پر کسی قسم کا کوئی زور اور اختیار تو تھا نہیں، میں نے تو صرف یہ کیا کہ تم کو اللہ کی نافرمانی کی دعوت دی اور تم نے میری دعوت اپنی مرضی سے قبول کی، تو اب مجھے ملامت نہ کرو خود اپنے آپ کو ملامت کرو۔

"وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيۡكُمۡ مِّنۡ سُلۡطٰنٍ اِلَّاۤ اَنۡ دَعَوۡتُكُمۡ فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِيۡ فَلَا تَلُوۡمُوۡنِيۡ وَلُوۡمُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ" (ابراہیم:۲۲)

"میرا تم پر کوئی زور تو تھا نہیں، میں نے اس کے سوا کچھ نہیں کیا کہ اپنے راستے کی طرف تم کو دعوت دی اور تم نے میری دعوت پر لبیک کہا تو اب مجھے ملامت نہ کرو، اپنے ہی کو ملامت کرو۔"

سورۃ الحجر میں اسی مضمون کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ شیطان نے اللہ سے کہا کہ اے میرے رب جس طرح تو نے مجھے انسان کی وجہ سے گمراہ کیا ہے اسی طرح اب میں بھی زمین میں انسانوں کے قیام کو دل فریب اور خوشنما بنا کر، سب کو بہکا دونگا۔ (جواب میں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بات درست ہے میں بھی اس کا پابند رہوں گا۔ بے شک میرے بندوں پر (یعنی عام انسانوں پر) تجھے کوئی ایسا اختیار اور اقتدار حاصل نہ ہوگا کہ تو انہیں زبردستی میرا نافرمان بنادے۔ البتہ جو خود ہی بہکے ہوئے ہوں اور انہیں اپنے آپ ہی تیری راہ پر چلنے کے لئے

چھوڑ دیا جائے گا۔ انہیں زبردستی اس سے باز رکھنے کی کوشش ہم نہیں کریں گے۔

"قَالَ رَبِّ بِمَاۤ اَغۡوَيۡتَنِيۡ لَاُزَيِّنَنَّ لَهُمۡ فِي الۡاَرۡضِ وَلَاُغۡوِيَنَّهُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنۡهُمُ الۡمُخۡلَصِيۡنَ قَالَ هٰذَا صِرَاطٌ عَلَيَّ مُسۡتَقِيۡمٌ اِنَّ عِبَادِيۡ لَيۡسَ لَكَ عَلَيۡهِمۡ سُلۡطٰنٌ اِلَّا مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الۡغٰوِيۡنَ" (الحجر:۳۹۔۴۲)

"وہ بولا: میرے رب جیسا تو نے مجھے بہکایا اسی طرح اب میں زمین میں دل فریبیاں پیدا کر کے ان سب کو بہکا دوں گا، سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں تو نے ان میں خالص کر لیا ہو۔ فرمایا یہ راستہ ہے جو سیدھا مجھ تک پہنچتا ہے۔ بے شک جو میرے حقیقی بندے ہیں ان پر تیرا بس نہیں چلے گا تیرا بس تو صرف ان لوگوں پر چلے گا جو گمراہ ہو کر تیری پیروی کریں۔"

درج بالا آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ شیطان کا زور اور اختیار دنیا پرست، جھوٹے اور گنہگار لوگوں پر چلتا ہے، اللہ پر ایمان اور بھروسہ رکھنے والے اور شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ چاہنے والے بندوں سے شیطان عاجز اور مجبور ہو جاتا ہے۔

شیطان کے حربوں اور شر کی نوعیت، قرآن کی روشنی میں:

۱) شیطان کا پہلا حربہ یہ ہے کہ وہ انسانوں کو گمراہ کرتا ہے مگر گمراہی کی ذمہ داری سے انکار کرتا ہے (الحشر:۱۶)

۲) دوسرا حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں وسوسہ اندازی کرتا ہے (الناس:۴۔۵ المومنون:۹۷)

۳) تیسرا حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں سے وعدے کرتا ہے اور امیدیں دلاتا ہے (النساء:۱۲۰)

۴) چوتھا حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو خوف دلاتا ہے (آل عمران:۱۷۵)

۵) پانچواں حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو فقر سے ڈراتا ہے اور بے حیائی کا حکم دیتا ہے (البقرہ:۳۶۸)

۶) چھٹا حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض و عداوت ڈال دیتا ہے۔ (المائدہ:۹۱)

۷) ساتواں حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے برے کام کو خوشنما بنا کر پیش کرتا ہے (انعام:۴۳)

۸) آٹھواں حربہ یہ ہے وہ لوگوں کو غصہ دلاتا اور اکساتا ہے۔ (الاعراف:۲۰۰)

۹) نواں حربہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کو بھلا دیتا ہے اور اللہ کے ذکر سے غافل کر دیتا ہے۔

(الکھف: ۶۳ المجادلہ: ۱۹)

۱۰) دسواں حربہ یہ ہے کہ وہ انسان کی بعض لغزشوں کی وجہ سے مزید لغزش کرواتا ہے۔ (آل عمران: ۱۵۵)

۱۱) گیارھواں حربہ یہ ہے کہ وہ جھگڑا وفساد کی باتیں لوگوں کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ (انعام: ۱۲۱)

۱۲) بارھواں حربہ یہ ہے کہ وہ کافروں کو اہل ایمان کے خلاف بھڑکاتا اور اُکساتا ہے۔ (مریم: ۸۳) (الشعراء: ۲۲۲)

شیطان کے حربوں کی نوعیت پر غور کرنے سے یہ معلوم ہوا کہ اس کے حربوں میں زور اور زبردستی کا کوئی عنصر شامل نہیں ہے۔ بلکہ اس کے حربوں میں صرف ترغیب، وسوسہ، خوف، لالچ، امید، نفاق، جھگڑا وفساد کے ذریعے اللہ کی یاد سے غافل کرتا ہے۔

شیطان کے شر سے پناہ کیلئے مسنون اذکار واعمال:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لوگ صبح وشام یہ دعا مانگا کرو تو تم ہر طرح کے شر سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّمَا خَلَقَ" (مسلم) میں اللہ کے مکمل کلمات کے ذریعہ تمام چیزوں کے شر سے پناہ چاہتا ہوں جو اس نے پیدا کی ہیں۔

بیماری اور شیطان کے شرور وفتن سے نجات کی بہترین دعا:

حضرت معاذؓ بن عبداللہ بن خبیب، اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا پڑھو انہوں نے کہا کیا پڑھوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ صبح وشام کو تین مرتبہ، قُلْ ھُوَ اللّٰہُ " قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ النَّاسِ "اور قُلْ اَعُوْذُبِرَبِّ الْفَلَقْ" پڑھ لیا کرو۔ تو یہ تمہیں ہر قسم کے شر اور مشکلات سے نجات کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

اللہ کا ذکر شیطان کے حملے سے محفوظ رکھتا ہے:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص گھر سے نکلتے وقت "بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّابِاللّٰہِ" (اللہ کی نام سے میں نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا، اللہ کی مدد کے بغیر گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں ہے) پڑھے۔ اس ذکر کے ذریعے شیطان کے شر سے امان طلب کرتا ہے تو اللہ کی طرف سے اس سے کہا جاتا ہے تجھے حفاظت، ہدایت اور امان مل گئی۔ (ابوداوٗد، ترمذی، نسائی)

پورے دن ورات کیلئے شیطان سے حفاظت کی دعا:

لَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، بادشاہت اسی کی ہے اور تمام تعریف اس کے لئے ہے وہی زندہ کرنے والا اور وہی مارنے والا اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے) نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے اس دعا کو ہر صبح وشام کی نماز کے بعد دس مرتبہ پڑھا تو متعدد اجر وثواب کے ساتھ اس کا وہ دن تمام آفتوں سے بچاؤ اور شیطان سے حفاظت کا دن ہوگا اور اس دن کا کوئی گناہ شرک کے علاوہ نہ تو اس کو ہلاک کر سکے گا اور نہ ہی اس کے اعمال ضائع کر سکے گا (ترمذی)

آیۃ الکرسی شیطان سے تحفظ کا ذریعہ ہے:

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے صدقہ کی کھجوروں کی چوری کی اور میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے رہائی کے لئے عاجزی کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو میں تمہیں قرآن کی ایسی آیت بتلاؤں جو تم کو شیطان کے ہر شر سے نجات دیدے۔ میں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے مجھے آیۃ الکرسی بتلائی۔ میں نے اس واقعہ کو نبی کریم ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تو نے سچ کہا، مگر وہ شیطان تھا اور خود جھوٹا ہے (بخاری)

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص شام کو آیۃ الکرسی پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر محافظ مقرر کر دیتا ہے اور صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آتا۔

دنیا میں ہر قسم کے ضرر ونقصان سے مامون ہونے کی دعا:

"بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَایَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَافِی السَّمَاءِ وَھُوَالسَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ"

"اللہ کے نام سے، جس کے نام کے ساتھ زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی اور وہ سننے اور جاننے والا ہے"۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شخص ہر صبح اور ہر شام کو تین مرتبہ یہ دعا مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اس رات و دن کی تمام آفتوں اور نقصانات سے محفوظ و مامون کر دیتا ہے (ابوداوٗد، ترمذی، ابن ماجہ)

بچوں کیلئے شیطان سے پناہ کی دعا:

نبی کریم ﷺ ان کلمات کے ذریعے، شیطان کے شر سے حضرت حسنؓ و حسینؓ کیلئے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے" أُعِيذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَ هَامَّةٍ وَمِنْ عَيْنٍ لَّامَّةٍ" (میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعہ تم دونوں کیلئے ہر شیطان سے اور ہر موذی مخلوق سے اور ہر نظر بد سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ (بخاری، ابوداؤد، ترمذی)

بیماری میں شیطان سے اللہ کی پناہ کی دعا:

نبی کریم ﷺ پر جادو کے اثر کے وقت جبرئیل امین آپ ﷺ کے پاس آئے اور یہ دعا پڑھ کر حضور ﷺ پر دم کیا بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْعَيْنٍ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ" (میں اللہ کے نام سے جھاڑتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ ﷺ کو تکلیف دیتی ہے۔ ہر نفس کے شر سے اور حسد کرنے والی نظر سے اللہ آپ کو شفا دے ہر اس سے جس سے آپ کو تکلیف ہوتی ہے) حضور ﷺ صحابہ کرام کو اس دعا سے دم کرتے تھے۔ (مسلم، ترمذی)

جادو اور شیطانی امراض کیلئے مسنون دم:

عبدالعزیز سے روایت ہے کہ میں اور ثابت، انس بن مالکؓ کے پاس گئے تو ثابت نے ان سے کہا کہ اے ابوحمزہ مجھے تکلیف ہے تو انسؓ نے ان سے کہا کہ کیا میں تمہیں حضور ﷺ کے طریقے پر دم نہ کروں؟ تو انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ تو انہوں نے ان کو اس دعا سے دم فرمایا:

"اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ فَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُ كَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا"

"اے لوگوں کے رب تکلیف دور کر دے، اور شفا عطا فرمادے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ ایسی شفا عطا فرما کہ مرض کا نام ونشان باقی نہ رہے" (بخاری)

یہ ہیں جنات اور شیاطین کے شر اور حربوں سے پناہ نجات اور علاج کی وہ مسنون دعائیں جس کی تعلیم اللہ اور اس کے رسول نے عام انسانوں کو دی ہیں۔

تعویذ کے ذریعے علاج کی حیثیت:

آئندہ بحث میں ہم یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں گے کہ جادو، جنات اور شیطان سے پناہ اور علاج کے تعلق سے امت کے درمیان رائج وہ صورتیں اور شکلیں کون سی ہیں جنہیں عوام میں قبول عام حاصل ہے لیکن وہ قرآن وسنت کے نصوص سے ماخوذ ہونے کے بجائے علماء کے قیاس واجتہاد پر مبنی ہیں۔ جن میں تعویذ کے ذریعے جادو اور شیطانی بیماریوں کا علاج سرفہرست شامل ہیں۔

علمائے سلف جن میں امام مالکؒ، امام قرطبیؒ، امام ابن عبدالبرؒ، امام ابن تیمیہؒ اور کمزور روایت کے مطابق امام احمد بن حنبلؒ وغیرہ شامل ہیں تعویذ لٹکانے کو جائز سمجھتے تھے۔ اور دم (یعنی دعا) اور تعویذ دونوں کے شرعی حکم کو ایک درجہ میں رکھتے تھے اور تعویذ لٹکانے کے جواز کے لئے نبی کریم ﷺ کی حدیث "لَا بَاسَ بِالرُّقٰى مَالَمْ يَكُنْ فِيْهِ شِرْكٌ" (ان دموں میں کوئی حرج نہیں ہے جن میں شرک نہ ہو) سے استدلال کرتے تھے۔

جبکہ دم گنڈہ اور تعویذ کی حرمت پر دلالت کرنے والی حضور ﷺ کی حدیث "ان الرقی والتمائم والتولہ شرک" (بے شک دم، تعویذ اور گنڈہ شرک ہیں) کا حکم عام ہے جس میں دم، تعویذ اور گنڈہ تینوں شامل ہیں اور حدیث (لا باس بالرقی-----) سے استثناء کا تعلق صرف دم سے ہے، تعویذ اور گنڈہ سے نہیں ہے تعویذ اور گنڈہ کا حکم اپنے عموم پر علی حالہ قائم وباقی ہے اس پر حضور ﷺ کی درج ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ " مَنْ عَلَّقَ تَمِيْمَةً فَقَدْ اَشْرَكَ " جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔ (رواہ احمد والحاکم)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيْمَةً فَلَا اَتَمَّ اللّٰهُ لَهٗ وَمَنْ تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَا وَدَعَ اللّٰهُ لَهٗ" جو تعویذ لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کا مطلب پورا نہ کرے اور جو شخص سیپی یا کوڑی لٹکائے اللہ تعالیٰ اس کو سکون اور اطمینان نہ بخشے۔ (رواہ احمد والحاکم)

☆ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "اگر میں تریاق پیوں (جس میں سانپ کا گوشت اور شراب ملی ہوتی ہے) یا تعویذ لٹکاؤں، یا شاعری کروں تو اس کے معنی یہ ہے کہ اب مجھے حق اور ناحق کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

تعویذ دور جاہلیت کا عمل:

تعویذ لٹکانا دور جاہلیت کا عمل ہے۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے حدیث "اِنَّ الرُّقٰى-----" کے ذریعہ جادو، جنات اور شیطان سے پناہ ونجات سے متعلق دور جاہلیت کے تمام اعمال کی ممانعت فرمادی جس میں تعویذ

اور گنڈہ کے ساتھ دم بھی شامل تھا تو بعض صحابہ ؓ نے دور جاہلیت کے دم کے بارے میں آپ ﷺ سے سوال کیا اور اس کا آپ ﷺ نے جو جواب دیا وہ ملاحظہ ہو:

صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمادیا تو آل عمرو بن حزامؓ حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہمارے پاس ایک دم (یعنی دعا) ہے جسے ہم بچھو کے ڈسنے پر استعمال کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے جھاڑ پھونک سے منع فرمادیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''اَعْرِضُوْا عَلَیَّ رُقَاکُمْ: لَابَاسَ بِالرُّقٰی مَالَمْ یَکُنْ فِیْهِ شِرْکٌ'' (اپنے جھاڑ پھونک کی دعا کو میرے سامنے پیش کرو۔ اس دم میں کوئی حرج نہیں ہے جس میں کوئی شرک نہ ہو) پس ہم نے اسے آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو اسے دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا'' مَا اَرٰی بَاسًا فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْکُمْ اَنْ یَنْفَعَ اَخَاهُ فَلْیَنْفَعْهُ '' مجھے اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔ پس تم میں سے جسے اپنے بھائی کو فائدہ پہنچانے کی استطاعت ہو تو اسے ضرور فائدہ پہنچائے۔ (صحیح مسلم)

صحیح مسلم کی ایک دوسری حدیث میں عوف بن مالک الاشجعی سے مروی ہے کہ'' ہم دور جاہلیت میں جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے، آپ ﷺ کی ممانعت کے بعد ہم نے اس جھاڑ پھونک (یعنی دعا) کے بارے میں حضور ﷺ کی رائے پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اس جھاڑ پھونک میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔

یہ ہے دور جاہلیت کے دم، جھاڑ پھونک اور دعا سے متعلق حدیث '' ان الرقی۔۔۔۔۔'' کے عمومی حکم شرک میں، حضور ﷺ کا دیا ہوا جواز کا خصوصی استثناء۔ جبکہ تعویذ لٹکانے کو شرک سے مستثنیٰ قرار دینے والی اور اس پر صراحتاً دلالت کرنے والی کوئی حدیث نہ صرف یہ ہے کہ موجود نہیں ہے بلکہ بالکل اس کے برعکس، تعویذ لٹکانے کی ممانعت، حرمت اور قباحت پر درج بالا تینوں احادیث دلیل قاطع کی حیثیت رکھتی ہیں۔

تعویذ کے جواز سے متعلق دلائل کی حیثیت:

نصوص قرآن وسنت کی عدم موجودگی میں، تعویذ لٹکانے کے جواز سے متعلق ان دلائل کی حیثیت کا جائزہ جن سے تعویذ لٹکانے کے حق میں استدلال کیا جاتا ہے۔ جس میں سرفہرست دلیل میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا یہ عمل پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اپنے سمجھدار بچوں کو یہ دعا ''اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّیْطَانِ وَاَنْ یَحْضُرُوْنَ '' یاد کراتے تھے تا کہ وہ خود سوتے وقت اسے پڑھ لیا کریں اور جو کم سن تھے جنہیں دعا یاد نہیں ہو سکتی تھی تو ان کے لئے اسے ایک کاغذ پر لکھ کر تعویذ

کی شکل میں ان کے گلے میں لٹکا دیتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی)

علامہ جزریؒ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں چھوٹے بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کی دلیل موجود ہے۔

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ المعات میں لکھتے ہیں کہ بچوں کے گلے میں تعویذ لٹکانے کے بارے میں یہ روایت سند کی حیثیت رکھتی ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ محدثین کے نزدیک یہ روایت کئی وجوہ سے محل نظر ہے اس روایت پر امام مندریؒ نے امام ترمذیؒ کے حوالے سے جو جرح کی ہے وہ یہ ہے کہ۔ اس کے ایک راوی محمد بن اسحاق جو ثقہ ہونے کے باوجود مدلس ہیں۔ انہوں نے اس کی روایت اپنے شیخ عمرو بن شعیب سماع کی تصریح کے بغیر عن کے ساتھ کی ہے گویا کہ اس کے سارے طریق میں عنعنہ پایا جاتا ہے اور اس حدیث کو عمرو بن شعیب سے روایت کرنے میں کوئی ان کا متابع بھی نہیں ہے۔ (عون المعبود)

شیخ محمد حامد الفقی نے لکھا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے۔

علامہ ناصر الدین البانیؒ بھی حدیث کے پہلے جز (یعنی دعا) کو شواہد کی بنا پر حسن تسلیم کرتے ہیں لیکن حدیث کے آخری جز (یعنی لکھ کر چھوٹے بچوں کے گلے میں تعویذ کی طرح لٹکانے کے عمل کو) ''الزیادة المنکر ہ'' قرار دیتے ہیں جو موقوف ہونے وجہ سے ثابت نہیں ہے۔

تعویذ کے جواز کے حق میں ابن عباسؓ کے نہایت ضعیف اثر سے استدلال:

زچگی کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے ابن عباسؓ کا ایک اثر بہت مشہور ہے جس میں ان کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ اگر کسی عورت کو ولادت کے وقت شدید تکلیف ہو تو کسی صاف برتن پر یہ دعا (یعنی دو قرآنی آیت اور مسنون دعاؤں کے چند جملے) لکھی جائے اور اسے دھو کر عورت کو پلایا جائے، اور اس کی ناف کے نیچے پیٹ اور شرمگاہ پر چھڑکا جائے، اور ایک دوسری روایت کے مطابق لکھ کر بازو میں باندھا جائے۔ مگر محدثین کے نزدیک حق بات یہ ہے کہ یہ اثر بہت زیادہ ضعیف اور ناقابل استدلال ہے۔ اس کے ایک راوی عبداللہ بن محمد بن المغیر ہ کو ائمہ نے غیر قوی، منکر الحدیث اور غیر متابع کہا ہے اور دوسرا راوی ابن ابی لیلیٰ بہت زیادہ خراب حافظہ کا مالک تھا۔

تعویذ کے جواز کے حق میں بے بنیاد اور من گھڑت قصوں سے استدلال:

انہی قصوں میں ایک قصہ یہ ہے کہ روم کے بادشاہ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ میرے سر میں ہر وقت درد رہتا ہے کوئی علاج بتائیں، حضرت عمرؓ نے ایک ٹوپی بھیجی ۔ بادشاہ جب ٹوپی پہنتا تو درد بند ہو جاتا اور جب اُتار دیتا تو درد پھر شروع ہو جاتا۔ اس نے ٹوپی اتار کر اندر دیکھا تو اس میں ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' لکھا ہوا تھا۔ اس کو یقین ہو گیا کہ یہ شفاء بسم اللہ کی برکت سے ہے۔

اسی طرح محدثین کے نزدیک وہ قصہ بھی افسانہ سے زیادہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا جس میں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک تعویذ اہل مصر کی ایک شیطانی رسم کو ختم کرنے کے لئے دریائے نیل میں ڈلوایا تھا۔ جس میں لکھا تھا کہ اگر تو اپنی مرضی سے بہتا ہے تو بے شک بہنے سے رک جا۔ لیکن اگر اللہ کے حکم سے بہتا تھا تو میں اللہ واحد القہار سے تجھے بہانے کا سوال کرتا ہوں۔

اسی طرح محدثین کے نزدیک وہ قصہ بھی من گھڑت ہے جس میں خود حضور ﷺ کا ابودجانہؓ کو علی ابن طالبؓ سے تعویذ لکھوا کر دینا مذکور ہے۔ کیونکہ اس روایت کی سند منقطع ہے۔ اس کے کئی راوی مجہول ہیں اور جس صحابی کی طرف یہ روایت منسوب ہے (یعنی موسیٰ الانصاری) اصلاً اس نام کا کوئی صحابی تھا ہی نہیں ۔ امام ابن جوزیؒ ،امام قرطبیؒ ،امام ابن عبدالبر اور علامہ محمد طاہر پٹنی نے اس روایت کو موضوع قرار دیا ہے۔

''تعویذ لٹکانا دو وجہ سے ناجائز ہے'' شیخ بن بازؒ کی رائے:

شیخ عبدالعزیز بن بازؒ فرماتے ہیں کہ اگر تعویذ قرآن مجید یا مسنون و جائز دعاؤں سے ہو تو اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا یہ حرام ہے یا نہیں، مگر صحیح بات یہ ہے کہ دو وجہ سے حرام ہے۔ اول تعویذ کی حرمت پر دلالت کرنے والی احادیث کا عموم قرآن اور غیر قرآن دونوں طرح کی تعویذوں کے لئے عام ہیں ۔ دوم: شرک کے ذرائع کو روکنا۔ کیونکہ اگر قرآنی تعویذ لٹکانے کی اجازت و رخصت دی جائے تو اس سے مستقبل میں ان تعویذوں کا دروازہ کھل جائے گا جس میں قرآنی آیات نہیں ہوں گی۔

''تعویذ لٹکانا، حضور ﷺ سے ثابت نہیں'' شیخ العثیمینؒ کی رائے:

علامہ شیخ محمد صالح العثیمین فرماتے ہیں کہ آیات اور اذکار کو لکھ کر لٹکائے جانے کے بارے میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اجازت دی ہے اور بعض نے روکا ہے مگر مانعین کا قول حق سے زیادہ قریب تر اور صحیح

ہے کیونکہ تعویذ لٹکانا نبی ﷺ سے ثابت نہیں ہے بلکہ جو چیز آپ ﷺ سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ مریض پر دعاؤں سے دم کیا جائے ۔ جہاں تک آیتوں اور دعاؤں کو گردن میں لٹکانے یا ہاتھ میں باندھنے یا تکیہ کے نیچے رکھنے کا تعلق ہے تو صحیح اور راجح قول کے مطابق یہ سب کام ممنوع ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے صراحتاً منع فرمایا ہے۔ اس لئے ہر وہ انسان جو شریعت کی اجازت کے بغیر دوسرے اسباب کی بنا پر کوئی کام کرتا ہے تو اس کا یہ عمل شرک کی ایک قسم شمار ہوگا۔ کیونکہ اس میں اس سبب کا اثبات پایا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سبب نہیں بنایا ہے۔

مسند احمد اور حاکم کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کے پاس دس افراد بیعت کے لئے آئے تو آپ ﷺ نے نو سے بیعت کی اور ایک سے اعراض کیا۔ کسی نے وجہ پوچھی تو حضور ﷺ نے فرمایا ''اس نے تعویذ باندھ رکھا ہے'' یہ سن کر اس نے فوراً تعویذ کاٹ کر پھینک دیا تو آپ ﷺ نے بیعت فرمائی اور فرمایا ''جس نے تعویذ لٹکائی اس نے شرک کیا''۔

جمہور صحابہؓ اور سلف صالحین تعویذ لٹکانے سے منع کرتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی کے گلے سے تعویذ کاٹ پھینکا اسے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا۔

ایک بزرگ تابعی ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ ہر طرح کے تعویذ سے نفرت کرتے تھے خواہ اس میں قرآن کی آیتیں لکھی ہوں یا کچھ اور، اور وہ خود چھوٹوں اور بڑوں پر لٹکانے والی ہر چیز کو مکروہ سمجھتے تھے۔

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ دور جاہلیت کا عمل ہے جو یہ اعتقاد رکھے کہ تعویذ نظر بد کو دور کرتی ہے اس نے شرک کیا۔

شیطانی بیماریوں کا وہ علاج جو حضور ﷺ سے ثابت ہے:

دم یا دعا اور تعویذ کے ذریعے جادو اور شیطانی بیماریوں کے علاج سے متعلق درج بالا گفتگو اور بحث سے دو باتیں معلوم ہوئیں ۔ پہلی بات یہ کہ جادو اور شیطان کے شکار مریض کے علاج کے لئے مسنون دعاؤں سے دم کرنا حضور ﷺ سے ثابت اور مفید عمل ہے جس پر آپ ﷺ خود عمل کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کو اس کی ترغیب اور تعلیم دیتے تھے اس کے علاوہ ایسی غیر مسنون دعاؤں سے دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرکیہ کلمات نہ ہوں۔

اور وہ علاج جو حضور ﷺ سے ثابت نہیں:

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ تعویذ کے ذریعہ جادو اور شیطانی بیماریوں کے علاج کا کوئی ثبوت قرآن وسنت اور حضور ﷺ کے عمل سے نہ صرف یہ کہ نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس حضور ﷺ نے نہایت واضح اور صریح الفاظ میں تعویذ لٹکانے کے عمل کو شرک قرار دیا ہے۔ کیونکہ دعا اور تعویذ کے ذریعے جادو اور شیطانی بیماریوں کے علاج کا مسئلہ مادی اور محسوس دنیا کے بجائے غیب کی دنیا سے تعلق رکھتا ہے اور غیر مادی اور غیب کی دنیا سے متعلق امور میں کسی بھی قسم کے عمل کے لئے انسان، قرآن وسنت سے ثابت نص صحیح اور صریح کی رہنمائی کا محتاج ہے۔ امور غیب میں قیاس واجتہاد کو دم مارنے کی مجال نہیں ہے۔ اس دائرے میں قیاس واجتہاد کو عمل کی بنیاد بنانا گمراہی کو دعوت دینا ہے۔

لیکن آج امت کے درمیان جادو اور شیطانی بیماریوں کے علاج کے معاملے میں دعا اور تعویذ دونوں کو نہ صرف مساوی اور برابر کا درجہ حاصل ہے بلکہ تعویذ اور اس کے قبیل کی چیزیں، مثلاً نقش، گنڈہ، سکہ، کوڑی، گھونگا، چھلہ، کڑا اور انگوٹھی کے پہننے اور لٹکانے کو دعا اور دم پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہے۔

علاج کے تعلق سے آج امت کی صورت حال:

آج صورت حال یہ ہے کہ اگر کسی شخص کو مرض یا آفت سے نجات کے لئے حضور ﷺ سے ثابت کوئی دعا یا دم تجویز کیا جائے کہ اس سے مریض کو اللہ کے حکم سے شفا اور نجات حاصل ہو جائے گی تو اسے اطمینان نہیں ہوتا اور وہ عمل پر آمادہ نہیں ہوتا۔ لیکن اگر اسے یہ بتایا جائے کہ فلاں بزرگ کا مجرب فلاں تعویذ یا نقش لکھوا کر گردن میں لٹکا دے یا مریض کے سر کے نیچے رکھ دے۔، یا اسے بازو میں باندھ دے یا دھوکر پلا دے تو مرض سے شفا اور مصیبت سے نجات مل جائے گی تو وہ فوراً عمل کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ آج امت محمدیہ کے بیشتر افراد کی گردنوں، بازوں اور کمر میں تعویذ، سکہ، کوڑی، چابی یا چھلہ وغیرہ ملے گا، اور انگلیوں میں مخصوص پتھروں اور نقوش والی انگوٹھیاں ملیں گی۔

جبکہ ہر سحر زدہ مریض کے لئے مستحب بات یہ ہے کہ وہ دواؤں کے ساتھ، مشروع دعاؤں اور جھاڑ پھونک کے ذریعے بھی مریض کا علاج کرے۔ مگر دھوکہ باز کاہنوں، نجومیوں، قیافہ شناسوں اور شعبدہ بازوں کے پاس جانا حرام ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس جانے سے منع فرمایا ہے۔

جن کا دوست شیطان ہوتا ہے اور جس کے بھروسے وہ علم غیب کا کاروبار چلاتے ہیں اور ان پیشہ ور عاملوں کے پاس بھی جانا حرام ہے جو شیطان کی مدد سے شرکیہ جھاڑ پھونک اور طلسماتی عمل کے ذریعہ علاج کر کے لوگوں کو مشرک بناتے ہیں۔

کیونکہ کوئی عامل فلیتے جلواتا ہے کوئی لوہے کی کیلوں پر دم کر کے گھر کے چاروں کونوں اور صدر دروازہ کی چوکھٹ کے نیچے گڑواتا ہے، کوئی دشمن کو پاگل اور مفلس بنانے کیلئے سورۂ مزمل الٹی طرف سے پڑھواتا ہے۔ کوئی دیوان حافظ سے فال نکالتا ہے کوئی خود ساختہ دعائیں اوراد کا رتجویز کرتا ہے تو کوئی فیروزہ، یاقوت یا زمرد، یا کوئی پتھر انگوٹھی میں پہنوا کر رزق میں اضافہ کی امید دلاتا ہے۔ یہ اور اس قسم کے سینکڑوں مشرکانہ اعمال کا امت کے اندر رواج انہیں عاملوں پیروں اور دین فروش مولویوں کی دین ہے جنہوں نے شیطان کو دوست بنا رکھا ہے۔

نام نہاد پیروں، بزرگوں اور عاملوں کی مکاریوں کی حقیقت:

اکثر لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا جاتا ہے کہ فلاں پیر یا بزرگ یا عامل بہت پہنچے ہوئے ہیں، صاحب کشف وکرامات ولی ہیں، اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں۔ حالانکہ وہ سو فیصد ڈھونگی، عیار ومکار اور انسانی بھیس میں شیطان کے مددگار ہوتے ہیں۔ وہ بھولے بھالے عوام پر اپنی بزرگی کی دھاک بٹھانے کے لئے شعبدہ بازیاں دکھاتے ہیں۔ مثلاً اپنے تابع اور ساتھی شیطان کی مدد سے غیب کی باتیں لوگوں کو بتاتے ہیں۔ کس کی جیب میں کتنے پیسے ہیں یا کس کے چابی کے گچھے میں کتنی چابیاں ہیں یا کس کے تھیلے میں کون کون سی چیزیں ہیں۔ یہ سب باتیں وہ شیطانوں کی مدد سے بتاتے ہیں۔ کبھی کسی پیر اور بزرگ کا ساتھی شیطان، ان کی مدد کے لئے آگ پر (بزرگ وپیر کی شکل میں) ننگے پاؤں چلتا ہے یا ہاتھ میں انگارا اٹھا لیتا ہے مگر اس کا ہاتھ یا پیر جلتا نہیں۔ اسی طرح پیر کی شکل میں شیطان ہوا میں اُڑتا ہے مگر گرتا نہیں یا پانی پر چلتا ہے مگر ڈوبتا نہیں یا جو چیز اس سے مانگی جائے وہ فوراً حاضر کر دیتا ہے یا جو کام کرنے کو کہا جائے اسے فوراً کر دیتا ہے۔ دراصل یہ اور اس طرح کے سارے شعبدے اور کرتب پیر اور بزرگ کی شکل وصورت میں ان کے ساتھی شیطان انجام دیتے ہیں اور لوگ ان کرتبوں کو پیر کی کرامات اور بزرگی کی علامت سمجھتے ہیں۔

اسی طرح دراصل یہ شیطان ہوتا ہے جو درخت اور پودوں کی شکل میں پیر یا بزرگ سے بات کرتا ہے اور ان کو یہ بتاتا ہے کہ میرے اندر کیا کیا خصوصیت اور فائدے ہیں۔ یہ بھی شیطان کا کرشمہ ہے کہ جب پیر چڑیوں کے شکار کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان چڑیوں کی شکل میں پیر کے سامنے حاضر ہو کر ان سے کہتا ہے کہ مجھے پکڑ لو تاکہ

مجھے غریب وفقراء کھا جائیں۔ ان چالوں سے شیطان پیر کی بزرگی اور کمال پر لوگوں کا اعتماد حاصل کرتا ہے اسی طرح عامل کی سازش سے شیطان کسی شخص پر مسلط ہو جاتا ہے اور جب آسیب زدہ شخص علاج کے لئے عامل کے پاس لایا جاتا ہے تو شیطان چیختا اور چلاتا ہوا اس کے جسم سے نکل بھاگتا ہے اور لوگوں کو یہ تاثر دیتا ہے کہ اس عامل کے پاس غیبی قوت ہے۔ اسی طرح خبیث النفس عاملوں کی خواہش پر ان کے تابع اور معاون شیاطین کسی اجنبی شخص کے گھریلو اور مخصوص حالات معلوم کر کے عامل کو بتا دیتے ہیں۔ مثلاً کسی اجنبی کے گھر کے افراد کے نام، ان کی زندگی کے اہم واقعات، مثلاً کسی کی شادی کہاں پر ہوئی، کامیاب ہوئی یا ناکام ہے؟ یا کون کس مرض میں مبتلا ہے وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ جب وہ شعبدہ باز عامل اور فرضی بزرگ لوگوں کے سامنے یہ ساری باتیں بتاتے ہیں تو عوام میں ان کا اعتماد قائم ہوتا ہے اور سادہ لوح عوام یہ باور کرتے ہیں کہ یہ عامل بڑے متقی اور صاحب کشف وکرامات ولی ہیں حالانکہ وہ اصلاً بہت بڑے مکار اور شیطان کے دوست ہوتے ہیں۔

جِنّات اور موکل کو قبضہ میں رکھنے کی حیثیت:

بعض عامل اور بزرگ جنات اور موکل کو اپنے قبضے میں رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں جبکہ حقیقت بالکل اس کے برعکس یہ ہوتی ہے کہ یہ عامل اور بزرگ خود خبیث جنات اور اپنے ساتھی شیطان کے قبضے میں ہوتے ہیں اور شیاطین ان پر مسلط ہو کر ان کی شکل وصورت کو مشرکانہ اور کافرانہ کاموں کی اشاعت اور فروغ کا ذریعہ بناتے ہیں اور یہ اپنے دنیاوی فائدوں کے حصول کے لئے شیاطین کی اطاعت کرتے ہیں اور اللہ کے ذکر سے اعراض کر کے، ان کو اپنے اوپر مسلط ہونے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ اس طرح شیطان اپنے مقاصد کی تکمیل کے لئے ان کو استعمال کرتا ہے اور یہ لوگ شیطان کو۔ اس طرح یہ دونوں باہم ایک دوسرے کے معاون موکل اور دوست ہوتے ہیں۔ چنانچہ موکل کی یہ حقیقت قرآن وحدیث کے درج ذیل نصوص سے واضح ہوتی ہے:

”وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ وَ اِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ “(الزخرف۔ آیت ۳۶۔۳۷)

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے غفلت برتتا ہے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اسکا رفیق و دوست بن جاتا ہے۔ یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم صحیح راستے پر ہیں۔

”وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ “(حٰمٓ السَّجدہ آیت

۲۵:)

”ہم نے ان پر ایسے ساتھی مسلط کر دیئے ہیں جو انہیں آگے اور پیچھے کی ہر چیز کو خوشنما بنا کر دکھاتے ہیں۔“

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

”مَا مِنْكُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا قَدْ وُكِّلَ بِهٖ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِيْنَهٗ مِنَ الْمَلَائِكَةِ قَالُوْا وَاِيَّاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِيَّايَ اِلَّا اَنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِيْ عَلَيْهِ فَاَسْلَمَ فَلَا يَاْمُرُنِيْ اِلَّا بِخَيْرٍ “(مسلم)

”تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کے ساتھ جنوں میں سے ایک قرین اور فرشتوں میں سے ایک قرین (یعنی ساتھی) موکل نہ ہو۔ صحابہ نے پوچھا کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی کوئی قرین (ساتھی) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی اور وہ اسلام لے آیا ہے اور وہ مجھے صرف بھلے کاموں کا ہی حکم دیتا ہے۔

دنیا پرست، غافل اور اللہ کی نافرمانی کرنے والے شخص پر اللہ کی طرف سے جو شیطان یا شیاطین مسلط کئے جاتے ہیں اس کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ”لَهٗ قَرِيْنٌ يَا لَهُمْ قُرَنَاءَ“ اس کے ساتھی اور ساتھیوں کا نام رکھا ہے اور انہیں شیطانوں کو یہ لوگ اپنا موکل کہتے اور سمجھتے ہیں۔

جہاں تک جنوں کے کسی انسان کے قبضہ قدرت میں ہونے کا تعلق ہے تو یہ بات قرآن کے خلاف اور سب سے بڑا جھوٹ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے بعد کسی انسان کے لئے جنوں کو اس طرح مسخر نہیں کیا کہ وہ اپنی مرضی سے جو کام چاہیں وہ ان سے لے۔ سلیمان علیہ السلام کے لئے جنوں اور شیطانوں کی یہ تسخیر، ان کی اللہ تعالیٰ سے اس خصوصی دعا کا نتیجہ تھی جس میں انہوں نے اللہ رب العزت سے ایسی بادشاہت اور زور اور اقتدار کا سوال کیا تھا جو ان کے بعد دنیا میں کسی اور انسان کو حاصل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس دعا کو شرف قبولیت سے نوازا۔ چنانچہ یہی دعا تھی جس کی وجہ سے جنات اور شیاطین خود نبی کریم ﷺ کے قبضہ قدرت سے نہ صرف باہر رہے بلکہ متعدد بار آپ ﷺ پر حملہ بھی کرتے رہے جس کی تفصیل صحیح مسلم جلد صفحہ ۳۸۵ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

زیر اہتمام: محمد صدیق قریشی
Pixel Arts
Mobail: 9820790615
Printed at :Fatima Printers
Tilak Nagar, Saki Naka Mumbai 400070

ادارہ دعوۃ القرآن کی اردو کتابیں

”تفسیر دعوۃ القرآن“

تالیف : **مولانا شمس پیرزادہؒ**

☆ جلداوّل سورہ فاتحہ تا سورۂ عنکبوت		پارہ ۱ تا ۲۰	750/-
☆ جلددوم سورۂ روم تا سورۂ ناس پارہ ۲۱ تا ۳۰			400/-
☆ ترجمۂ قرآن مجید (دعوۃ القرآن کا اردو ترجمہ مع عربی متن)			300/-
☆ پارۂ عم علیحدہ	۱۶×۳۶×۲۳	صفحات ۲۸۸	70/-
☆ تفسیر سورہ فاتحہ			8/-

اس تفسیر کے مراٹھی، گجراتی، ہندی اور انگریزی تراجم بھی دستیاب ہیں۔

دیگر اردو کتابیں

☆ تنویر الحدیث	80/-	☆ جواہر الحدیث	60/-
☆ ابھرتے معاشرتی مسائل	25/-	☆ شادی کے شرعی اور غیر شرعی طریقے	14/-
☆ طلاق کب اور کیسے؟	4/-	☆ اکٹھی تین طلاقیں	10/-
☆ یہ کیسا بگاڑ ہے؟	7/-	☆ یہ کیسی دینداری ہے؟	16/-
☆ کیا قرآن کو سمجھ کر پڑھنا ضروری نہیں؟	6/-	☆ قرآن کا انداز بیان	4/-
☆ موضوع اور ضعیف حدیثوں کا چلن	9/-	☆ حجیت حدیث اور ۔۔۔۔۔۔	7/-
☆ سنو اپنے رب کی	10/-	☆ رویت ہلال کا مسئلہ	8/-

مولانا ریاض احمد کی تالیفات

☆ اتحاد ملت ضرورت اہمیت اور طریقہ	25/-	☆ محمد ﷺ مشن اور کردار	6/-
☆ اولاد کی تربیت	6/-	☆ بدعت، مبالغہ اور تشدد کا مقام (اللہ، رسولؐ اور صحابہؓ)۔	14/-
☆ فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کا شرعی حکم	12/-	☆ بدعت کے حق میں مولانا نعمانیؒ کے دلائل کا جائزہ	12/-
☆ دین اسلام میں بدعت اور اجتہاد کا حقیقی محل	15/-	☆ فضائل اعمال (تبلیغی نصاب) ایک جائزہ	16/-
☆ مسنون اذکار و نوافل میں بدعت کی پہچان	12/-	☆ مطالعۂ قرآن کی ضرورت و اہمیت	12/-
☆ اسوۂ رسول اور تزکیۂ نفس	100/-	☆ جادو عقیدہ و عمل کا امتحان	20/-

☆ فقہ الزکوٰۃ تالیف: ڈاکٹر یوسف القرضاوی اردو ترجمہ و تلخیص: شمس پیرزادہؒ 180/-

چند کتابوں کے مراٹھی ، گجراتی ،ہندی اور انگریزی تراجم بھی دستیاب ھیں ۔

بیشتر کتابوں کے مراٹھی، گجراتی، ہندی اور انگریزی تراجم بھی دستیاب ہیں۔

ادارہ دعوۃ القرآن ۵۹ر محمد علی روڈ ممبئی ۴۰۰۰۰۳ ☆ فون: ۲۳۴۶۵۰۰۵